NOVEMBER 1972

RAM NUMBER

Rs. 1/50

Bhagwan Ram

روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک
اوم دہلی
ماہوار اردو رسالہ اجمیری گیٹ

فہرست مضامین
بابت نومبر ۱۹۷۲ء

چندہ سالانہ سولہ روپے 16/=
وی پی منگوانے پر دو روپیہ زائد
فی پرچہ 1/50
ممالک غیر سے سمندری ڈاک 25/= روپے
بذریعہ ہوائی ڈاک 55/= روپے
رقم بذریعہ فارن پوسٹل منی آرڈر بھیجنے کی کرپا کریں
پوسٹل آرڈر یا چیک ارسال نہ کریں"
ایڈیٹر
گورکھ ناتھ نندہ

شمار	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
۱	شراب وحدت (نظم)	شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج	۲
۲	کرے کرائے آپے آپ	شری بھاگمس سائینی	۳
۳	ذات حق۔ (نظم)	منشی سورج نرائن مہر	۹
۴	اہنکار۔ (گوربانی)	مترجمہ ایڈیٹر	۱۰
۵	رام کا آدرش جیون	ایڈیٹر	۱۶
۶	رام اُستتی۔ (منظوم)	مہنت امرناتھ جی موہن بی اے ایل ایل بی	۱۹
۷	رامائن امرت۔	پنڈت ستیہ پال جی بھاردواج	۲۰
۸	بھگوان رام کی آرتی	ایک پنجابی مہلا	۲۳
۹	رام کون ہیں	شری رام مورتی کالیہ ایم اے۔	۲۴
۱۰	شری رام جی پورن برہم ہیں۔	شری سوامی رامانند جی مہاراج	۲۷
۱۱	مریادہ پرشوتم بھگوان رام	پنڈت جوتی رام جی بھاردواج	۲۸
۱۲	آ۔ رام۔ آ	پنڈت ستیہ پال جی عارف	۲۹
۱۳	رام بالی سنواد	ایڈیٹر	۳۰
۱۴	رام چاہیئے۔ (نظم)	کوی لوکناتھ دل	۳۲
۱۵	رامائن کی کچھ شنکاؤں کا جواب	مہاتما گاندھی	۳۳
۱۶	رام نام کی مہما۔	گوربانی	۳۵
۱۷	راجہ نل اور دمینتی کی کتھا۔	مہابھارت سے	۳۶
۱۸	وجے دشمی۔	کوی لوکناتھ دل	۳۹
۱۹	شری ستیہ سائیں باباجی	ایڈیٹر	۴۰
۲۰	درگا سپت شتی۔ (منظوم)	کوی دل	۴۵
۲۱	ناستک واد	گیانی لبشن سنگھ جی	۴۷
۲۲	تقاضۂ عشق	شری رام لال سالک	۵۰
۲۳	جھلی درویش یا (مسز سمائیں ہو کی کہانی)	منشی سورج نرائن مہر	۵۱
۲۴	شری چھترپتی سیواجی کی ایشٹ بھگتی	شری جگن ناتھ کھنہ صفی	۵۶
۲۵	حالات زمانہ۔ (نظم)	ایضاً	۵۹
۲۶	رازِ حقیقت۔ (نظم)	ایضاً	۶۰
۲۷	گورو دکشنہ، آتم شکتی وکاس ایک جتن	ایڈیٹر	۶۲

باہتمام شری گورکھ ناتھ ایڈیٹر پرنٹر و پبلشر و مالک نے سوبھاش پریس ٹیوی ہاؤس نئی دہلی ۵۵ سے چھپوا کر دفتر رسالہ اوم اجمیری گیٹ دہلی ۶ مکان نمبر ۶۲ - ۱ سے شائع کیا۔"

اوم اوم

(اوم)

شرابِ وحدت

شری 108 سوامی گوبند آنند جی مہاراج (گوبند پرکاش سے ماخوذ)

روشن ہے مثلِ سورج رُخ نے جمال اُسکا — جلوہ ہے سب اُسی کا جملہ جلال اُس کا
آتا نظر وہی ہے ہر چار سو ہیں اُسکو — اک بار دل میں جسکے بیٹھا خیال اُس کا
بھاتا نہیں ہے اُسکو جز دید اُسکے کچھ بھی — اک نظر بھر کے دیکھا جس نے جمال اُس کا
بادہ شرابِ وحدت اک بھر کے جس نے پیا — پھر ہو گیا ہے اُس سے چھٹنا محال اُس کا
رہتا ہے مست بے خود بے حال حال ہر دم — نہ کر سکے بھی کوئی ہرگز زوال اُس کا
بارے بہار وہ نہ لگتی خزاں نہ اُس کو — مرجھائے نہ کبھی بھی تازہ نہال اُس کا
جو وہم تھے خودی کے زور اُسکے سب گئے ہو — رہنا ہے بیخودی میں یکساں ہی حال اُس کا
گئی مرض غرض اُسکی نہ رہی ہی غرض اُسکو — سب کاملوں سے کامل پہنچا کمال اُس کا
وحدت کی سیج اوپر لیٹے ہے لیپٹ کر وہ — نہیں کسی سے جدائی نہ ہی وصال اُس کا
ہے چمک دمک ساری اُس پاک ماہرو کی — سب اُسی کی شعاعیں دنیا ہے خیال اُس کا
صاف اُسکے چہرے اوپر نہیں خال تھا کوئی بھی — برقعہ اُٹھا کے دیکھا جبکہ جمال اُس کا
سایہ جو زلف پیچاں پڑتا ہے اُسکے رُخ پر — خط ابن کے نظر آوے مثلِ ہلال اُس کا

ہے دوئی سے مبرا نہیں غیر کی گنجائش
مائی توئی سے برتر گوبند حال اُس کا

گوبند پرکاش (ہندی) مصنفہ شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج شاگرد الرشید شری سوامی رام تیرتھ جی مہاراج. رسالہ اوم دہلی کے دفتر سے حاصل کریں۔ مضبوط جلد میں ملبوس. کاغذ اعلیٰ موٹا ٹائپ چھپائی دیدہ زیب قیمت لاگت کے مطابق صرف 3 ½ روپئے علاوہ ڈاک خرچ دو/ ۲ روپیہ۔

اوم

کرے کرائے آپے آپ

از شری بھاگمل جی سینی ششیہ شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج۔

سوال۔ شری گورو گرنتھ صاحب کے اس شبد "کرے کرائے آپے آپ مانکھ کے کچھ ناہیں ہاتھ" یا ان شرتیوں۔ "یہ اُس سے اچھے کرم کراتا ہے جسے ان لوکوں سے اونچا لے جانا چاہتا ہے اور یہی اُس سے بُرے کرم کراتا ہے۔ جسے نیچے کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ جو آتما میں رہتا ہوا آتما کو اندر سے قاعدے پر چلاتا ہے" کا حوالہ دیکر اکثر لوگ سوال کیا کرتے ہیں۔ کہ جب حقیقی فاعل پرمیشور ہی ہے۔ تو انسان کو کیوں اپنے افعال کے لئے ذمہ وار ٹھہراتا ہے؟"

جواب۔ اس سوال کا جواب صاف صاف یہی ہے۔ کہ جب تک انسان خودی کے دھوکے میں رہ کر اپنے آپ کو جُدا افعال کا کرتا (فاعل) سمجھتا ہے۔ ذمہ داری اُس کے گلے کا ہار بنی رہتی ہے۔ جُداگانہ ہستی کے کرتا ہونے کا احساس ہی تو اگیان یا خودی ہے۔ اسکے علاوہ خودی اور کچھ ہستی نہیں رکھتی حقیقی معنوں میں ایک ہی ہستی موجود ہے۔ ماسوا اسکے کچھ موجود نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔ اگر اس کے سوا کسی دیگر ہستی کا خیال میں آنا ممکن ہو تو وہی ہستی خُدا کی ہستی میں شامل ہو کر اسکی وحدت کو رد کر دیگی۔ کیونکہ لامحدود دو نہیں ہو سکتے۔ دو لامحدود ہمیشہ دو محدود بن جاتے ہیں۔ اس لئے اس کے سوا نہ تو کچھ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ سہ

ہر بن دوجا ناہیں کوئے۔ (گورو نانک)

اگر ایک ہی ہے تو جُملہ جگت میں ایک ہی کرم ہو رہا ہے۔ کسی کا اپنے آپ جُداگانہ طور پر کسی فعل کا فاعل بننا محض لغو ہے۔ اپنے آپ کو خُدا کی ہستی سے جُدا اور بذات خود ہستی مان کر جُداگانہ طور پر کسی فعل کا فاعل خیال کرنا ہی درحقیقت خودی ہے۔ واضح طور پر یوں کہا جا سکتا ہے کہ اپنا آپ جو دراصل تینوں گُنوں سے اوپر ہونے کی وجہ سے نہ بدلنے والا ہے تینوں اجسام (جسم کثیف، جسم لطیف، جسم علتی) اور پانچوں کوشوں (انّ مئے کوش) پران مئے کوش۔ منو مئے کوش۔ وگیان مئے کوش)۔ آنند مئے کوش سے ایک میک ہو رہا تھا۔ اس کو وچار دوارہ ان اجسام اور ان کوشوں سے تمیز کرنا لازمی ہے۔ ساری تبدیلی اور شور ان تین اجسام اور پانچ کوشوں میں ہے۔ آتما ایک رس اور اکرتا ہے۔ بلکہ اُن سے سدا نیارا اُن کا ساکھشی اور سہارا ہے۔ اپنے نج پرکاش سے سب کو پرکاشتا یعنی جانتا ہے۔ جانی ہوئی اشیا جاننے والے سے علیحدہ ہوتی ہے۔

جن متوں میں ذہنی نظاروں اور تجربات کو ہی معیار حقیقت خیال کیا جاتا ہے۔ وہ بھی دراصل منو مئے کوش کے لطیف دھوکوں میں اٹکے ہوئے ہیں۔ زندگی میں ان نظاروں کا اُتار چڑھاؤ ہوتا ہی رہتا ہے۔ اُتار کی صورت میں اُن کا اشانت ہونا لازمی اور لابدی ہے۔ اسلئے ان میں پائدار آنند نہیں مل سکتا۔ پانچ کوشوں اور تین وجودوں کی راہ سے حقیقی آنند تلاش

کرنا لاحاصل ہے۔ صاف صاف بات تو یہ ہے۔ کہ آنند ڈھونڈنے سے کبھی نہیں مل سکتا۔ پائیدار آنند خودی سے اوپر اُٹھنے اور اپنی حقیقی ذات میں قائم ہونے سے ہی پایا جاتا ہے جو حقیقی آنند کا چشمہ ہے۔ اور وہ دوامی آنند جس کا ذاتی سُروپ ہے۔

مرضِ خودی میں مبتلا ہو کر ہم جداگانہ پھل کی خواہش کیا کرتے ہیں جس کی وجہ سے کرم پھل کا گلا گھونٹنے والا پھندا ہمارے گلے میں پڑ جاتا ہے اسی جداگانہ کرم اور ان کے پھل کی آہنی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہم تجرباتی دنیا میں بار بار آتے ہیں۔ سہ

جب ایہہ جانے میں کچھ کرتا۔ تب لگ گربھ جون میں پڑتا

آپس کو کرم ونت کہاوے۔ جنم مرے بہہ جون بھرماوے

جبتک انسان پورے طور پر جاگ نہیں اٹھتا اور یہ نہیں جان لیتا کہ در حقیقت جگت میں ایک ہی کرم ہو رہا ہے۔ اور جداگانہ کرم ایک دھوکا ہی ہے۔ یہ کبھی سُکھی نہیں ہو سکتا۔ سہ

تب لگ جانے جھتے کچھ ہوئے۔ تب اس کو سُکھ ناہیں کوئے۔ (گورو نانک)

حق شناسی کے بغیر وہ رگڑے جھگڑے کی زندگی سے جو محض خودی سے پیدا ہوتی ہے۔ نہیں چھوٹ سکتا۔ اس دھوکا میں ہم اپنے آپ کو دوسروں سے بالکل الگ تھلگ ایک محدود جسم مانے ہوئے ہیں۔ اور اپنی جداگانہ ہستی ہر پہلو پر دوسروں سے محصور نظر آتی ہے۔ اپنے آپ کو جداگانہ خیال کرتے ہی۔ دوست، دشمن، برا بھلا۔ مخلوق۔ خالق۔ جسمانی صورت۔ ذات۔ پات عقائد۔ خیالات۔ جذبات وغیرہ وغیرہ کا خیال آتا ہے۔ تو ایسی صورت میں جگت کی ہر شے ناموافق اور ناخوشگوار محسوس ہوتی ہے۔ سب کچھ اپنے آپ سے غیر دکھائی دینے کی حالت میں محدود زندگی مزاحمت اور گڑبڑ کے صدمے اٹھاتی ہے۔ بنظرِ حقیقت سب کچھ اپنا آپ بے اجزاء ہے لیکن خودی سب کچھ اپنے آپ سے باہر دکھاتی ہے۔ ایسی صورت میں پھول بھی کانٹا دکھائی دیتا ہے۔ رنج و ملال کے گھنے بادل ہر وقت سر پر چھائے رہتے ہیں۔ جیسے کسی کے پاؤں میں کانٹا لگنے سے پاؤں میں پیپ پڑ گئی ہو۔ اسکو قدم قدم چلنے پر سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس کو پھولوں کی سیج پر چلنے میں بھی ناقابل برداشت درد ہوتا ہے۔ ویسے ہی جس انسان کو خودی روپی کانٹا لگا ہوا ہے۔ وہ عین موافق اور معاون حالات میں بھی پُر درد زندگی بسر کرتا ہے۔ سہ

ساکت ہر رس ساد نہ جانیا تن انتر ہوں میں کنڈا ہے

جیوں جیوں چلے چبھے دکھ پاوے جم کال سہے سر ڈنڈا ہے (گورو نانک)

خودی کی زندگی میں ہم یہی چاہتے ہیں کہ جو کچھ ہو وہ عین ہماری مرضی کے مطابق ہو۔ کوئی شے ہماری رغبت کے بالکل خلاف نہ ہو۔ کوئی ناگوار حالت ہماری بیداری میں تو کیا خواب میں بھی پیش نہ آئے۔

ناظرین "آدم" کی سہولیت کے لئے خودی کے متعلق ذرا زیادہ تشریح سے اس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ یہ تین اقسام کی ہے۔ تامسک۔ راجسک۔ اور ساتوک۔

"۱۔ تامسک خودی اپنے آپ کو دکھیا۔ غمزدہ۔ غلام۔ کمزور۔ ناپاک۔ جاہل۔ پاپی وغیرہ وغیرہ ماننا تامسک خودی ہے۔"

۲۔ راجسک خودی۔ اپنے آپ کو شہزور۔ بہادر۔ عالم۔ فاضل۔ دولتمند۔ صاحب اقبال وغیرہ وغیرہ خیال کرنا راجسک خودی ہے۔

۳۔ ساتوک خودی۔ اپنے آپ کو گیانی۔ دھیانی۔ بھگت۔ جوگی۔ وغیرہ وغیرہ خیال کرنا ساتوک خودی ہے۔

پہلی دو اقسام کی خودی تامسک اور راجسک سے رہائی پانی اتنی مشکل نہیں جس قدر کہ ساتوک خودی سے چھٹکارہ پانا۔ یہ بڑی لطیف ہے۔ اس کا محسوس کرنا بڑا مشکل ہے۔ اس کے چنگل میں بڑے بڑے عالم، مہاتما، پیر، پیغمبر، اولیا۔ انبیا پھنسے ہوئے ہیں۔

جب ایہہ جانے میں بھگت گیانی آگے ٹھاکر تل نہیں مانی　(گورونانک)

اس خودی (ساتوک) کی تلوار کا زخم نہایت گہرا ہوتا ہے۔ ہماری خودی چاہے کسی قسم کی ہو۔ تامسک ہو۔ راجسک ہو۔ یا ساتوک ہو۔ ہم اس کے ذریعے کچھ بننا چاہتے ہیں۔ حقیقی نظر میں کچھ بننا بگڑنا نہیں ہے۔ جہاں کچھ بننے بڑھنے اور ترقی کرنے کی تعلیم ہے وہ دراصل خودی کی تعلیم ہے۔ کچھ بننا ہی گلا گھوٹنے والا پھندا ہے۔ جس سے چھٹکارہ مشکل امر ہے۔

جنج جانے ہوں کچھ ہوا　بادھیو جیوں نلنی بھرم سوا[1]　(گورونانک)

[1] جیسے طوطا بندھ جاتا ہے۔

بعض اوقات ہم اپنی جداگانہ شہرت اور ناموری کے لئے گھربار عیش و آرام سب کچھ چھوڑ دیتے ہیں۔ اصل میں عیش و آرام۔ دوست۔ قریبی رشتہ داروں کو چھوڑ دینا آسان ہے۔ لیکن خودی کو چھوڑ کر عالمگیر زندگی کے ساتھ رشتہ وحدت محسوس اور قائم کرنا نہایت ہی دشوار ہے۔ جداگانہ مقصد کے لئے جسم کا پرزہ پرزہ کٹا کر بھی ہم خودی سے اوپر نہیں اٹھ سکتے۔

نمکھ نمکھ کر شریر کٹائے　تاں بھی ہوں میں میل نہ جائے　(سکھمنی)

اگر بنظر غور دیکھا جائے تو خودی عدم محض ہے۔ نرا وہم ہی وہم ہے۔ جو بذات خود کوئی ہستی نہیں رکھتی ہستی سے تو عاری ہے۔ لیکن اس کا حیرت انگیز جادو تو دیکھئے جس کے لحاظ سے جیو کو اس قدر وہمی نزول ہوا ہے کہ حقیقت میں نرگن۔ نرو کار۔ ادویت۔ اویناشی۔ اکرتے اسنگ ہو کر بنائے آفات و تکالیف ہو رہا ہے۔ کہاں وہ ادویت پد کی حالت جہاں کہ خوف کا خیال بے معنی ہے۔ اور کہاں یہ حالت کہ ایشور کے خیالی خوف سے پریشان ہو رہا ہے۔ کہاں یہ کہ جنم مرن کا خوف ہر وقت طاری رہتا ہے۔ کہاں وہ بے عیب حالت۔ کہاں یہ حالت کہ صدہا اقسام کے عیوب سے معیوب ہو رہا ہے۔ کہاں وہ اکرتے حالت۔ اور کہاں یہ حالت کہ اپنے آپ کو جملہ افعال کا کرتا بھوگتا۔ مان کر دکھ اٹھا رہا ہے۔ کہاں وہ لامحدود حالت اور کہاں یہ حالت کہ اپنے آپ کو تین ہاتھ کے جسم میں محدود مان رہا ہے۔ کہاں وہ نرو کار حالت۔ کہاں یہ کہ اپنے آپ کو جسمانی وجود مان رہا ہے۔ کہاں وہ سُتے پرکاش حالت کہاں یہ کہ اپنے آپ کو پاکیزہ کرنے کے خیال میں سرگرداں تھا

ہے۔ کہاں وہ پورن حالت اور کہاں یہ کہ ترقی اور پھیلاؤ کی طرف رجوع ہو رہا ہے۔ جُداگانہ ہستی کی برقراری کے لئے جو کچھ بھی کیا جاتا ہے۔ وہی درحقیقت کرم کہلاتا ہے۔ اور وہی ہمارے بندھن کا کارن ہے۔ اِس کے سوا کرم اور کچھ نہیں۔ یہاں ناظرین یہ اعتراض اُٹھائے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ گیانی بھی تو کرم کرتا ہے۔ اِس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہاں گیانی بھی کرم کرتا ہے۔ اُسکو اپنے حقیقی سُروپ کی مکمل پہچان ہونے کیوجہ سے اپنے جُداگانہ وجود کا خیال بالکل ترک ہو جاتا ہے۔ اس کا اپنی ذات کے ساتھ ہر وقت احساس وحدت ہوتا ہے۔ سہ

> ہُوں ہُوں میں میں وچوں کھووے
>
> دُو جا میٹے ایکو ہووے۔ (گورونانک)

اسے اپنے جسم میں سب کرموں کے کرنے والی عالمگیر زندگی محسوس ہوتی ہے۔ اُسکی درشٹی میں جگت میں ایک ہی کرم ہو رہا ہے۔ اس کے لئے کرم پھل کی باسنا اور پندار فاعلیت دونوں ہی معدوم ہو جاتے ہیں +

نوٹ :۔ گورو گرنتھ صاحب وحدانیت یعنی ویدانت کی تعلیم دیتا ہے۔ اس امرت بانی کو سمجھنے کے لئے ویدانت کی پستکوں کا سوادھیائے ضروری ہے۔ ویدانت کی پُستکیں حسب ذیل ہیں۔ جو کہ رسالہ اوم دہلی سے مِل سکتی ہیں" گوبند پرکاش (ہندی) قیمت 2 روپئے۔ وویک چوڑامنی (اردو) قیمت 2 روپئے آتم بودھ 20 پیسے۔ علم الروح قیمت 1 روپیہ۔ سی حرفی بلھے شاہ 20 پیسے۔ سوامی رام تیرتھ قیمت 2 روپئے یوگ واشسشٹ۔ 3 روپئے۔ شریمد بھاگوت اُردو 16 روپئے۔ وچار مالا۔ 1 روپیہ۔ پربھو درشن۔ ایک روپیہ"

نوٹ :۔ مہاتما بھاگ مل جی سائینی۔ گرہست میں رہتے ہوئے پورن گیان وان تھے۔ بھر جوانی میں اُن کو ویراگیہ ہُوا۔ اور وہ اپنے گاؤں (لانبڑہ۔ ضلع ہوشیارپور) سے نصف میل کی دُوری پر اپنے ایک وِشال باغ میں مہاتماؤں کیطرح چھپر کی کٹیا بنا کر رہنے لگے۔ دھرم پتنی بڑی دھارمک اور سوشیل تھی۔ وہ اپنے کم عمر چھوٹے چھوٹے تین بچّوں کی پرورش کرتی رہی۔ اُن ہی دنوں مہاتما بھاگمل جی نے پُوجیہ ستگورو دیو شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج کو تقریباً ایک ماہ اپنے پاس رکھا اور اُن کی گورو بھاونا سے شردھا پورک سیوا کی۔ اِس کے بعد اُن کو آتم ساکھشاتکار ہوا۔ پھر اُنہوں نے سوامی جی کے ارشاد پر گھر میں جانا آنا شروع کر دیا۔ اور بعد میں سرکاری ملازمت بھی کی۔ وہ فوڈ کنٹرولر بنے۔ اپنی دونوں لڑکیوں کی شادی معزز گھرانوں میں کی۔ اور اپنے اکلوتے لڑکے کو اچھّی تعلیم دِلوا کر اپنے دنیاوی فرض فرائض سے سبکدوش ہوئے۔ ۱۹۳۸ء میں انہوں نے رسالہ اوم کا سالنامہ "کرم یوگی انک" تیار کیا۔ جسمیں لوکمانیہ تلک جی کی گیتا "گیتا رہسیہ" کو اس خوبی سے قلمبند کیا کہ جس کی داد نہیں دی جا سکتی۔ سروس سے ریٹائر ہو کر انہوں نے ضلع بجنور میں کاشت کے لئے زمین خریدی۔ اور ایکانت سیون کرنے لگے۔ انہوں نے وہاں جا کر کئی پستکیں لکھیں اور چھپوائیں۔ امرت سرور۔ حقیقت پاشیاں۔ برہم وِدّیا کا انکشاف۔ پربھو کے ساکشات درشن۔ تقدیر اور تدبیر کا ایک سرے۔ وغیرہ وغیرہ۔ تقریباً

دس سال ہوئے مہاتما جی کا شریر شانت ہو گیا تھا۔ اُنکی تمام پستکیں اب نایاب ہو چکی ہیں۔ صرف دو پستکیں پربھو کے ساکشات درشن اور تقدیر تدبیر۔ ان دو پستکوں کی چند گنتی کی کاپیاں موجود ہیں۔ قیمت فی کتاب ۱/۲ روپیہ ہے۔ ضرورتمند اصحاب۔ رسالہ اوم دہلی سے منگوا سکتے ہیں۔

مہاتما بھاگمل جی کی ایک چٹھی جو انہوں نے پوجیہ سوامی گوبند آنند جی مہاراج کو لکھی تھی۔ کو رسالہ اوم میں شائع کیا جاتا ہے۔ جس سے مہاتما جی کی شرزدھا پورن گیان اور پورن انوبھو کا پریچہ ہوتا ہے۔ نیز آجکل کے نام نہاد بے علم گورو جو لوگوں کو نرنکار (برہم) کے منٹوں میں درشن کرانے کا دعوی کرتے ہیں۔ اور کھاؤ پیو اور موج اڑاؤ۔ کا اپدیش دیکر لوگوں کو سناتن ویدک دھرم سے گمراہ کر رہے ہیں۔ ایسے کلجگی گوروؤں سے محتاط ہونے کی ضرورت ہے۔ نرنکار کے درشن پامر اور وشئی پرش جو من اور اندریوں کے آدھین ہیں۔ ہرگز نہیں کر سکتے۔ اگر ایسا ہوتا تو دھرم شاستر کے جاننے والے سروگیہ اور گیانی سنت مہاتما شرون منن ندھیاسن اور وویک ویراگ کھٹ سمپتی وغیرہ سادھنوں پر زور نہ دیتے اور اپنی تمام زندگی تیاگ تپ اور بھجن میں نہ گذارتے۔

نقل چٹھی از طرف شری بھاگمل سائینی بنام ستگورو دیو شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج

ازلانبڑہ۔

مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۳۰ء۔ ترلوکی ناتھ جی مہاراج! ڈنڈوت پرنام۔

وحدت نامہ حضور انور کا ملا۔ حضور انور کے وحدت ناموں میں ایسی رمزیں ہوتی ہیں کہ کبھی شاستر میں نہیں ملتیں سچ کہا ہے۔ سو بندے کو بندھا ملے۔ چھوٹے کون اُپائے۔ کر سنگت نربندھ کی پل میں لے چھڑائے

چونکہ کردی ذات مرشد را قبول
ہم خدا درویش آمد ہم رسول

اب تو حضور انور کی مہربانی سے ویوہارک کام قدرتی اُصول کے مطابق ہو رہے ہیں۔ میں کرم کرتا ہوا اکرمک ہوں۔ کوئی دوست دشمن نہیں رہا۔ کیونکہ میرے دل میں کسی پرانی کے دُکھی کرنے کا سنسکار ہی نہیں رہا۔ میں تو اس جگت کو اپنا آپ مانتا ہوں۔ نہ ہی موت کا خطرہ رہا۔ اور آپ کی کرپا سے اپنے آتما میں استھت ہوں۔ جہاں نہ زندگی نہ موت ہے۔ دیہہ رکھتا ہوا ودیہہ ہوں۔ کیونکہ اندریوں کے گھاٹ پر میری بیٹھک نہیں ہے۔ میں آتما کے گھاٹ پر بیٹھا رہتا ہوں:

انسان کا جسم تین چیزوں کا مرکب ہے۔ پنڈ۔ من اور آتما۔ یہ جسم دل ہی کے خیالات کی عکسی تصویر ہے۔ یہ جلد برباد ہو جاتا ہے۔ اس کا آدھار من ہے۔ من کی برتی جب سمٹ گئی۔ جسم ناکارہ ہو گیا۔ اسی طرح من بھی آتما پر ٹھہرا ہوا ہے۔ جہاں من کی برتی نے اپنے آتما میں قیام کیا اس وقت من بھی نہیں رہتا۔ مگر آتما رہتا ہے۔ کیونکہ وہی اس جسم کا اصلی ادھشٹان پد ہے۔ جس نے کہا کہ میں نے جانا اُس نے نہیں جانا جس نے کہا کہ میں نے نہیں جانا اُس نے جانا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں جو کہتے ہیں نہیں جانا جا سکتا اور وہ نہیں جانتے۔ جو کہتے ہیں کہ وہ جانا

۱؎ جن لوگوں نے برہم و تنا کے بین پر ستاوں (سکینا۔ اوپنشد للہ برہم سوتر) کو کسی ودوان سے ٹھیک طور سے سنا تک نہیں۔ اُن کو ودیا ہین (بے علم) ہی تصور کیا جاتا ہے +

جا سکتا ہے۔ یا دکھایا جا سکتا ہے۔

سچ تو یوں ہے کہ جو ہمارے جاننے اور نہ جاننے کے قول کو جانتا ہے کہ میں نہیں جانتا اور جانتا ہوں۔ وہی جانتا ہے۔ جو ہر ایک دانست کا ساکھشی ہے۔ اُسے جانتا ہے وہی امرت ہو جاتا ہے۔ اس معاملہ میں گیانی اور اگیانی دونوں ہی ایک جیسے ہیں۔ جو یہ کہتا ہے کہ میں اُسے جانتا ہوں۔ وہ بھرم میں ہے۔ جس سے سب کچھ جانا جا سکتا ہے۔ اُسے کوئی کیسے کس سے اور کیا جانے۔

اگیانی جو یہ کہتا ہے کہ میں اُسے نہیں جانتا ہوں۔ وہ غلطی میں پڑا ہوا ہے۔ سچ تو یوں ہے۔ کہ جو جاننے اور نہ جاننے کے پرے ہے۔ جس میں جاننے اور نہ جاننے کی برتیاں اپنا ویوہار کرتی ہیں۔ جو ایک ساکھشی ہے وہی انتریامی آتما ہے۔ جانتا ہے تو بھی ہے اور نہیں جانتا تو بھی ہے۔ سب پنا دونوں حالتوں میں موجود ہے۔ جاننے اور نہ جاننے کا سوال جب ہوگا فرضی ہوگا۔ اس لئے جاننے اور نہ جاننے کی برتیوں کو اس آتما سے نفی کر کے اُسے جو دیکھا جاتا ہے تو بے نام و نشان۔ واحد و اجب آتما رہ جاتا ہے۔ سب نام روپ اس میں کلپت ہیں۔ سب نام روپ کی نفی کا باقی ہے۔ وہ جو سب کی نفی کے بعد اُن کے ایجاد کرنے والا آتما اپنا آپ ہے۔ وہی باقی ہے۔ وہی بے چوں بے چرا بے صفات رہیگا۔ کیونکہ جب سب صفات اور چوں چرا کی وہ نفی کریگا۔ تو اس کا اپنا آپ جس نے سب کی نفی کی ہے۔ نفی نہیں ہو سکتا۔ وہ ہی باقی رہ سکتا ہے۔ میں ساکشی آتما اور آزاد مطلق اپنا مختلف شان اور تجلیات میں اُن کا تماشائی ہو رہا ہوں۔

سب کا آتما۔ حضور انور کا چرن سیوک ——————

"بھاگمل۔" ——————

ضروری نوٹ

آجکل رسالہ اوم کا سالانہ چندہ ۱۶/- سولہ روپئے مقرر ہے۔ اور وی پی منگوانے پر دو روپئے زائد یعنی ۱۸/- روپئے ہے۔ اسلئے ہم ہر اوم کے خریدار کی سیوا میں نویدن کرینگے کہ اس دو روپئے کے زائد خرچ سے بچنے کیلئے ۱۶/- روپئے بذریعہ منی آرڈر جلد از جلد بھجوا دیں تاکہ یہ رقم ہمیں ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۷۲ء تک مل جاوے (منی آرڈر کسی ذاتی نام پر ارسال نہ کریں بلکہ صرف "رسالہ اوم اجمیری گیٹ دہلی ۶ کے پتہ پر ارسال کریں"۔ منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر (جو کہ پتہ والی چٹ پر درج ہوتا ہے) نیز اپنا نام اور پورا پتہ خوشخط حروف میں لکھیں۔ اگر خریداری نمبر یاد نہ ہو تو یہ لکھنا ہرگز نہ بھولیں کہ "میں پرانا خریدار ہوں" اور اگر آپ نئے خریدار ہیں تو یہ ضرور لکھیں کہ "میں نیا خریدار ہوں" ورنہ پرانے خریداروں کو نیا خریدار سمجھکر منی آرڈر وصول ہونے پر بھی غلطی سے وی۔ پی بھیجا جا سکتا ہے۔ اسلئے منی آرڈر کوپن پر ہر حالت میں یہ واضح کریں کہ "میں پرانا خریدار ہوں۔ یا نیا خریدار ہوں" منی آرڈر ۲۰ دسمبر سنہ ۱۹۷۲ء تک ضرور بھیجدیں۔ ورنہ وی۔ پی کی انتظار کریں۔ ایسا نہ ہو کہ ادھر سے ہم وی پی بھیجدیں اور آپ کا منی آرڈر ہمیں بعد میں وصول ہو۔ اور خواہ مخواہ آپکو غلط فہمی اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑے۔ ایسی صورت میں وی۔ پی کو وصول کر لینا چاہئے۔ اس طرح آپکو پرچہ محفوظ مل جائیگا۔ اور آپکی زائد وصول شدہ رقم ہم بذریعہ منی آرڈر واپس کر دینگے۔ اطمینان فرماویں۔ اگر آپ ایسا نہ کریں گے اور وی۔ پی واپس کر دینگے تو دوبارہ پرچہ بذریعہ رجسٹری ارسال ہوگا۔ جس کا ڈاک خرچ تقریباً "ڈیڑھ (۱½) روپیہ آپکے ذمہ ہوگا۔

منیجر

ذاتِ حق

از قلم منشی سورج نرائن صاحب مہر

سُنو ذاتِ حق نہیں دیدنی۔ کہ تمہیں پکڑ کے دکھائیں ہم
نہ وہ شے ہے کوئی شنیدنی۔ کہ تم آؤ اور سنائیں ہم
نہ سُراغ اس کا نہ کچھ نشاں۔ کہ پتہ کسی سے لگائیں ہم
کہیں سب سے کیوں نہ کھُلا کھُلا۔ ہمیں کیا غرض جو چھُپائیں ہم
نہ عدم ہے وہ نہ وجود ہے کوئی چیز ہو تو بتائیں ہم

نہ وہ خاک ہے نہ وہ آگ ہے۔ نہ ہوا ہے اور نہ آب ہے
نہ وہ جاگنے کی مثال ہے۔ نہ بسانِ عالمِ خواب ہے
نہیں بےخودی سے غرض اُسے نہ مئے خودی سے خراب ہے
نہ نمود اُسکی ہے واقعی۔ نہ وہ مثلِ موجِ سراب ہے
نہ عدم ہے وہ نہ وجود ہے۔ کوئی چیز ہو تو بتائیں ہم

سُنو میری غلطی پر ہیں جو یہ کہہ رہے خُدا ہے وہ
یہ غلط ہے اور بھی دوستو کہ ہم اور تُم سے جُدا ہے وہ
نہ وہ دہریوں کا ہے مادہ۔ نہ دلیلِ ہدیٰ ہے وہ
میرے دل پر نقشِ نگیں کی طرح بس اس طرح سے کھُدا ہے وہ
نہ عدم ہے وہ نہ وجود ہے۔ کوئی چیز ہو تو بتائیں ہم

کہو شیخ سے کہ وہ کعبہ میں نہ تو اب ہے اور نہ پہلے تھا
کہو برہمن سے کہ مندروں میں ملیگا اس کا نہ کچھ پتہ
کہو دھیانیوں سے کہ دھیان میں نہ وہ جب ملا نہ وہ اب ملا
کہو یوگیوں سے کہ یوگ سب ہے نظر میں میری ڈھکوسلا
نہ عدم ہے وہ نہ وجود ہے۔ کوئی چیز ہو تو بتائیں ہم

نہ تو اس کی صُورت و شکل ہے۔ کہ رہے جس کے وہ دھیان میں
نہ وہ چیز ہے کوئی خارجی۔ جو لائیں کھینچ کے گیان میں
نہ کثیف جسم و لطیف وہ۔ کہ ملے زمان و مکان میں
اِدھر آؤ اے میرے دوستو۔ کہوں بات رمز کی کان میں
نہ عدم ہے وہ نہ وجود ہے۔ کوئی چیز ہو تو بتائیں ہم

نوٹ :- مندرجہ بالا مہاتما صاحب کی نظم جو عین ویدک سدھانت کے انوکول ہے۔ اس کو غور سے پڑھیں اور آجکل کے کلجگی گوروؤں کے دھوکہ میں نہ آئیں۔ جو بھگوان نرنکار کے درشن منٹوں میں کرانے کا دعوی کرتے ہیں۔ وہ ایک فریب ہے۔ مسمریزم یا کسی تموگنی دیوتا کے جادو میں پھنسکر اپنا منش جنم رائیگاں نہ گنوائیں۔ اگر صحیح معنوں میں ایشوری گیان کو حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو گیتا اور اپنشدوں کو کسی ودوان مہاتما شروتری برھم نشٹھی سے پڑھو۔ اُس کا منن اور ندھیاسن کرو۔ اپنے من اور اندریوں کو دمن کرو۔ باہر مکھی من کو انتر مکھ کرو۔ اس طرح ہی بھگوان کے درشن ہونگے۔ وشئے بھوگوں اور شاستر کے وردھ کرم کرنے سے کبھی کسی نے سدھی پراپت نہیں کی۔ مانس شراب کا سیون۔ دوسرے کا جھوٹھا کھانا۔ اور اپنی سناتن دھرم مریادہ کا اُلنگھن کرکے غیر عورتوں کا غیر مردوں کے پاؤں پڑنا یا غیر مردوں کا غیر عورتوں کے پاؤں پڑنا۔ یہ بھارتیہ سبھیتا کے خلاف ہے۔ پتی ورتا عورت کو صرف اپنے ہی پتی کی سیوا کرنی چاہئے۔ کسی گورو یا مہاتما کے پاؤں پڑنا یا چرن دبانا اور اپنے پتی کی غیر حاضری میں اُن کے پاس ایکانت میں جانا صریحاً دھرم اور اخلاق کے وردھ ہے۔ اور اس سے استریوں کے ستی دھرم کا ناش ہو جاتا ہے۔ اور استریوں کے بگڑ جانے سے دیش بھی تباہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے بھولے بھالے اپنے سناتن دھرمی بھائیوں سے خصوصاً ہم نویدن کرینگے کہ "دھوکہ بازوں سے بچیں۔ اور اپنے سناتن ویدک دھرم کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ یہی صحیح اور مکمل دھرم ہے۔ اسی سناتن دھرم پر رشی مہرشی اور ہمارے بزرگ چلتے آئے ہیں۔ یہی دھرم مہرشی بیاس شنکر ناتھ اور بھگوان کرشن کا تھا۔ یہ وہ جرنیلی سڑک ہے جس پر چلنے سے انسان گمراہ نہیں ہوتا۔ جو لوگ غیر ممالک سے روپیہ حاصل کرکے ہمارے دھرم اور ہماری بھارتیہ سبھیتا کا ناش کر رہے ہیں۔ وہ دیش کے ساتھ غداری کر رہے ہیں۔ اپنے آپ کو بھگوان کا اوتار کہنا کتنا جھوٹا اہنکار ہے۔

اوم

ایسا گرب برا سنسار ے

اہنکار

اوم

گوڑی محلہ ا

برھمے گرب کیا نہیں جانیا۔ ویدکی بپتی پڑی پچھتانیا
جہہ پربھ سمرے تہی من مانیا
ایسا گرب برا سنسار ے۔ جس گورو ملے تس گرب نوارے رہاؤ۔
بلی راجہ مایا اہنکاری۔ جگن کرے بہو بھار اپھاری
بن گورو پوچھے جائی پیاری

ہری چند دان کرے بیش لیوے۔ بن گورو انت نہ پائی ابھیوے
آپ بھلائے آپے مت دیوے
درمتی ہرناکش دُرا چاری۔ پربھو نارائن گرب پرہاری
پرہلاد اُودھارے کرپا دھاری
بھولو راون مُگدھ اچیتی۔ لوٹی لنکا سیس سمیتی
گرب گیا بن ستگور ہیتی
سہس باہو مدھو کیٹ مہکھاسا۔ ہرناکش لے نکھوں بدھاسا
دیئت سنگھارے بن بھگت ابھیاسا
جراسندھ کال یمن سنگھارے۔ رکت بیج کال نیم بدارے
دیئت سنگھارے سنت نستارے
آپے ستگور شبد ویچارے۔ دوجے بھائی دیئت سنگھارے
گورمکھ ساچ بھگت نستارے
بوڑا دُریودھن پت کھوئی۔ رام نہ جانیا کرتا سوئی
جن کو دکھ پچھے دکھ ہوئی
جنمیجے گور شبد نہ جانیا۔ کیوں سکھ پاوے بھرم بھلانیا
اک تل بھولے بہر پچھوتانیا
کنس کیس چانڈور نہ کوئی۔ رام نہ چینیا اپنی پت کھوئی
بن جگدیش نہ راکھے کوئی
بن گور گرب نہ میٹیا جائی۔ گورمت دھرم دھیرج ہرنائی
نانک نام ملے گن گائی

محلہ ۳
شاستر سمرت سوو دیکھو کوئی۔ بن ناؤیں کو مکتی نہ ہوئی
جگ چارے نام اُتم شبد ویچار۔ کل میں گورمکھ اُترس پار
ساچا مرے نہ آوے جائی۔ نانک گورمکھ رہے سمائی

بھاوارتھ۔ از ایڈیٹر۔ پہلی پا۔ شاہی گورو نانک دیو جی۔ جنت کو سمتی ۱۱۵۵ آز جگت گورو سوامی شنکر آچاریہ جی

کے بعد جگت گورو کی پدوی پراپت ہوئی۔ جو کہ سروگن سمپن پورن یوگی۔ سروکلا سمرتھ تھے۔ جو اپنی یوگ شکتی (سنکلپ ماتر سے ہی) آکاش مارگ سے بالا مردانہ کے ہمراہ جہاں چاہتے وہاں پہنچ جاتے تھے۔ جو اپنے شیشیہ مردانہ (جو کہ جنم کا مسلمان تھا) کے ارشاد پر مکہ مدینہ گئے۔ اور وہاں بھی اپنی کرامات سے خدا کے سب سے بڑے گھر (یعنی مکہ کی مسجد) جو ہندوؤں کے خیال میں مکیشور شیو مندر رہے! کے دروازے کا رخ بدل دیا۔ اور وہاں کے قاضی رکن الدین۔ امام غوث دین۔ امام قطب الدین۔ امام کمال دین وغیرہ کو اپنا گیان اُپدیش دیکر سچا مسلمان بنایا۔ اور اُن کو خدا کے حکم کے اندر چلنے کی تلقین کی۔ گورو نانک صاحب نے تمام ہندو تیرتھوں کی یاترا کی۔ ان تیرتھوں کے علاوہ سمیر پربت۔ دھرو بھگت منڈل۔ سچ کھنڈ۔ سدھوں کے منڈل وغیرہ دیگر لوکوں میں بھی گئے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ ردھی سدھی کے مالک تھے۔ اُن کے اُپدیش سے بھارت ورش کی تمام جنتا کیا ہندو کیا مسلمان سب کے سب تعصب اور تنگدلی کو چھوڑ کر اک اونکار یعنی سروتر بری پورن برہم (ذات واحد) کی اُپاسنا کرنے لگے۔

گورو نانک جی نے مندرجہ بالا شبد (ایسا گرب برا سنسار ہے) میں اہنکار تکبر (خودی) کو چھوڑنے کی تلقین کی ہے۔ اور اسکے نقصانات بتائے ہیں۔ اور پراچین اتہاس کو سنمکھ رکھکر دوسروں کے تجربات سے سبق حاصل کرنے کو کہا ہے۔ اور آجکل کے نام نہاد بے علم گوروؤں کو جو اپنے آپ کو نرنکار کا اوتار بتلاتے ہیں۔ کو نصیحت کی ہے کہ ایسا اہنکار مت کرو۔ ورنہ نرک میں پڑو گے۔ برھما آدی پرکھ جو کہ سرشٹی کو رچنے والا دیوتا مانا گیا ہے۔ وہ بھی جب اپنے اصل ست چت آنند سروپ سے ذرا نیچے اُتر کر ویدوں کی رچنا کا سنکلپ کرتا ہے۔ اور وہ بیت بھاو میں آتا ہے تو وہ بھی ایک طرح سے کرم بندھن میں آجاتا ہے اور اُس کو چاروں ویدوں کے رچنے کی مصیبت (بپتی) گلے پڑ جاتی ہے۔ گورو مہاراج کا مقصد اس شبد کے اُچارن کرنے میں محض یہ ہے کہ بڑے سے بڑے دیوتا بھی جب اپنے پرم ستوگن سروپ سے نیچے اُترتے ہیں تو اُن کو بھی رجوگن کا وکشیپ پراپت ہوتا ہے۔ اور ستوگن کی پرم شانت برتی کا ابھاو ہو جاتا ہے۔ تو عام معمولی انسان کی تو وقعت ہی کیا ہے۔ سوکھشم سے سوکھشم (پر اُپکار کی غرض سے بھی) سنکلپ کرنا یا پرورتی میں آنا دکھ روپ ہی ہے۔

راجہ بلی نے کئی بڑے بڑے یگیہ کئے۔ دان دیا۔ لیکن کرتا پن کے ابھیمان سے چھٹکارہ نہ پا سکا۔ مہاراجہ ہرشچندر بڑے دانی تھے انہوں نے سنسار میں بڑا یش حاصل کیا۔ لیکن چونکہ اُن کو کسی شروتری برہم نیشٹھی گورو کا اُپدیش نہیں ملا تھا۔ اس لئے شبھ کرموں کی (سونے کی بیڑی) زنجیر میں ہی جکڑا رہا۔ آتم گیان کو پراپت نہ کر سکا۔ جس سے نہ نرک سورگ سے اوپر اُٹھکر برہم لوک میں نواس کرتا۔ ہرناکش بڑا پرتاپی راجہ ہوگذرا ہے۔ اُس نے گھور تپ کرکے بھگوان شیو سے ایسا ور مانگا۔ کہ نہ میں دیوتاؤں سے مروں نہ انسانوں سے۔ نہ میں اگنی وایو آدک بھوتک شکتیوں سے مروں نہ استر شستر سے۔ نہ میں دن کو مروں نہ رات کو۔ نہ پرتھوی پر مروں نہ آکاش میں۔ نہ اندر مروں نہ باہر مروں۔ گویا میں کسی سے کبھی نہ مروں۔ اور ہمیشہ زندہ رہوں۔ بھگوان نے تتھاستو "ایسا ہی ہو"

کہہ دیا۔ اُسے اُسکو اہنکار ہو گیا۔ کہ میں نے موت پر فتح حاصل کر لی ہے۔ اِس لئے میں ایشور ہوں۔ اُس نے اعلان کر دیا۔ کہ میں اِس سنسار کو رچنے والا اور مارنے والا ایشور ہوں۔ سب میری پوجا کریں۔ میرے نام کی مالا جپیں۔ یگیہ ہون پوجا پاٹھ۔ یا رام کا نام لینے والے سب گرفتار کئے جاوینگے۔ اور سخت سزا کے مرتکب ہونگے۔ مندروں کو اور یگیہ شالاؤں کو مسمار کرا دیا گیا۔ ناستک واد کا بول بالا شروع ہو گیا۔ شُبھ کرم نشٹ ہو گئے۔ لوگ وِبھیچار اور ظلم و ستم کرنے لگے۔ بھگت جنوں پر مصیبت کا پہاڑ اُن پڑا۔ لیکن اُس سروشکتیمان بھگوان کو ایسی دشا کب منظور تھی۔ آخر بھگتوں مظلوموں اور سرِشٹھ مہان آتماؤں کی فریاد ایشور تک پہنچی۔ اور بھگوان نے نرسنگھ اوتار دھارن کیا۔ جو کہ نہ ہی کوئی دیوتا کہا جاتا تھا اور نہ ہی منش اور نہ ہی پشو۔ کیونکہ ایسے ادبھت اوتار کا مُنہ تو شیر کی مانند تھا۔ اور دھڑ آدمی کی طرح۔ سندھیا کا وقت تھا۔ یعنی نہ دن تھا اور نہ رات ہی انہوں نے ہرناکش کو اپنی جنگھوں پر رکھکر بغیر کسی ہتھیار کے اپنے ناخنوں سے ہی چیر دیا۔ وہ مندر کی دہلیز پر بیٹھے۔ گویا نہ اندر تھے اور نہ باہر۔ انہوں نے بھگوان شو کے دیئے ہوئے وروں کا بھی النگھن نہ کیا۔ گویا نیتی کا پالن کیا۔ اور اُس اہنکاری۔ اتیاچاری۔ ہرناکش کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر اپنے بھگت شری پرہلاد کی رکشا کی۔ جو لوگ شنکا کرتے ہیں کہ پرماتما کو اوتار دھارن کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ تو سب کے ہر ذرہ آکاش میں موجود ہے۔ وہ ہرناکش کو بھی اندر سے ہی مار سکتا تھا۔ نرسنگھ بننے کی اُسکو کیا ضرورت تھی۔ وغیرہ وغیرہ؟ اِسکا اُتر یہ ہے۔ کہ سرشٹی پیدا کرتے وقت برہما نے جو نیتی یعنی قانون بنا دیا ہے۔ اُسکو ایشور بھی النگھن نہیں کرتا۔ بھگوان مریادا پرشوتم ہیں۔ مریادا کو قائم رکھنے کے لئے ہی تو وہ اوتار لیتے ہیں۔ ہرناکش نے اپنی گھور تپسیا سے جو ور پراپت کئے ہوئے تھے۔ اُسکو مارتے وقت اُن کا دھیان رکھنا ضروری تھا۔ اِس لئے انہوں نے نرسنگھ یعنی منش اور شیر کا مشترکہ شریر (اپنی مایا دوارا) رچ لیا۔ حیرانگی ہے کہ شنکا وادی کو اِسمیں کونسی آپتی نظر آتی۔ ایشور تو سروشکتیمان ہے۔ وہ اپنی مایا کو آدھین کر کے چوراسی لاکھ جونیاں (جیو جنتو) بنا سکتا ہے۔ تو کیا نرسنگھ نہیں بن سکتا۔ یہ سب ناستک اور اشردھک لوگوں (جن کو ایشور کا پورن گیان نہیں ہوا) کی شنکائیں ہیں۔ گیان وان کو ایسی شنکائیں نہیں ہوتیں:۔

گورو مہاراج فرماتے ہیں۔ کہ راون بڑا پرتاپی راجہ ہوا ہے۔ اُس نے موت پر فتح حاصل کی ہوئی تھی۔ وہ چاروں ویدوں کا وِکتا (ویدوں کا بھاشیہ لکھنے والا) بھاشیہ کار تھا۔ اُس نے بھگوان شو کی ارادھنا کر کے اپنے تپوبل سے پورن شکتی حاصل کر لی تھی۔ کُبیر سے یدھ کر کے بیشمار دھن لے آیا تھا۔ اور اپنی راجدھانی لنکا کو سونے کا گڑھ (قلعہ) بنا دیا تھا۔ جس کے چاروں طرف سمندر تھا۔ اب پرتھوی پر تو کوئی ایسا راجہ نہ تھا جو اُس کے ساتھ یدھ کرنے کی سوچتا۔ اُس نے بھی ہرناکش کی طرح اہنکار کیا۔ اور بھگوان رام (جو کہ وشنو کا اوتار تھے) کے ہاتھوں مارا گیا۔"

گورو مہاراج نے اِس شبد میں پرانوں کی بیشمار کتھاؤں کا حوالہ دیا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ مہرشی

وید ویاس جی کے قلمبند کئے ہوئے اٹھارہ پُرانوں پر اُن کی کمال شردھا تھی۔ اور انہوں نے غالباً ان تمام پُرانوں کو پڑھا یا سُنا ہوگا۔ سہس باہو۔ مدھوکیٹبھ۔ مُکھ اشُر ہرناش۔ ہرناکش۔ جراسندھ۔ کال یمن۔ رکت بیج۔ کال نیمی وغیرہ۔ راکھشوں کو بھگوان نے اوتار لے کر مارا۔ اور بھگتوں کی رکھشا کی۔ یہ سب کتھائیں شریمد بھاگوت کی ہیں۔ اگلے شبد میں دریودھن۔ جنمیجے کنس۔ چانڈوک وغیرہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ جو کہ شریمد بھاگوت اور مہابھارت کی کتھائیں ہیں۔ جن سے ثابت کیا ہے کہ ایسے اہنکاری لوگوں کا سروناش بھگوان کے ہاتھوں ہوا ہے۔

اس لئے اے منشو! اہنکار یعنی خودی کا سروتھا تیاگ کرو۔ اس اہنکار (خودی) کو نوارن کرنے کی سمرتھ صرف گُورو میں ہے۔ اس لئے گورو کی تلاش کرو۔ اُسکی شرن میں جاؤ۔ یہ گرب (اہنکار) بہت مُوذی دُشمن ہے۔ اِس کو زیر کرنے کا یتن کرو۔ ورنہ جنم مرن کے چکر (چوراسی لاکھ جونیوں) سے نکلنا دُشوار ہے۔

لوٹ:۔ جو لوگ پُرانک گرنتھوں سے نفرت کرتے ہیں۔ وہ گویا گورو مہاراج کی بانی پر پورن شردھا نہیں رکھتے ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ گورو گرنتھ صاحب کی بانی کو سمجھنے کے لئے پُرانوں کے علاوہ اُپنشدوں اور ویدانت کے دوسرے گرنتھوں کا پڑھنا نہایت ضروری ہے۔ ورنہ اس امرت بانی (ایشوری بانی) کے ارتھ سمجھ میں نہیں آ سکتے۔ افسوس ہے کہ انگریزوں کی کُٹل نیتی سے ہم فرقہ پرستی کے گہرے کوئیں میں گر کر وید۔ شاستر اور گورو بانی سے محروم ہو گئے ہیں۔ ایشور کرپا کریں۔

گورو مہاراج اگلے شبد میں فرماتے ہیں۔ کہ بھگوان نے اوتار لیکر جراسندھ۔ کال یمن۔ رکت بیج۔ کال نیمی۔ وغیرہ کئی راکھشوں کو مارا اور سنت مہاتماؤں اور بھگتوں کی رکھشا کی۔ بھگوان کرشن برہم کے اوتار تھے! اور سب سرشٹی کو پیدا اور سنگھار کرنے والے تھے۔ اُن کو دریودھن پہچان نہ سکا۔ اور جب وہ اُن کو سمجھانے کے لئے ہستناپور گئے۔ اور کہا:۔ کہ تم پانڈوؤں کو صرف پانچ گاؤں ہی دے دو۔ وہ اس سے ہی سنتشٹ ہو جاوینگے! اور (مہابھارت) یدھ نہ ہوگا۔، لیکن بجائے اس کے کہ وہ اُن کا مشورہ سویکار کرتا۔ وہ اہنکار میں آیا ہوا تھا۔ اُس نے بھگوان کرشن کو قید کرنے کی سکیم بنائی ہوئی تھی۔ اُسکی چنڈال چوکڑی نے اُنکو پکڑنے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی مایا (یوگ شکتی) سے لوپ ہو گئے۔ اور پانڈوؤں کو یدھ کیلئے تیار کیا۔ مہاراجہ جنمیجہ جو کہ ارجن کا پوتا تھا۔ اس نے بھی اپنے گورو کی آگیا کا اُلنگھن کیا۔ (یہ ایک لمبی کتھا ہے جو کہ مہابھارت میں موجود ہے۔ گورو مہاراج نے اس کا حوالہ دیا ہے۔ گورو کی آگیا نہ مان کر اس کو کوڑھ کی مرض ہو گئی تھی۔) کنس کیشی اور چانڈوک وغیرہ نے بھی بھگوان کو بھلا کر اپنی پت (عزت) کو بٹہ لگایا۔ اور بھگوان کے ہاتھوں مارے گئے۔ (بھگوان کرشن کی آیو اسوقت صرف گیارہ سال کی تھی۔ جبکہ انہوں نے کنس کو مارا تھا۔ اور اُس کے پہلوانوں چانڈوک وغیرہ کو پچھاڑا تھا۔)

آخری شبد میں گورو مہاراج تمام وید شاستروں اور پُرانوں پر شردھا پرگٹ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ چار وید اٹھارہ پُران اور چھ شاستر۔ گویا ہندوؤں کی جتنی بھی ودیا ہے۔ اُن کو پڑھ کر دیکھ لو۔ کہ بغیر ایشور بھجن کے اور بغیر گیان کے کبھی مکتی کی پراپتی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وید نے فرمایا ہے کہ "رتے گیا نان نہ مکتی" چاروں یُگوں (ست یُگ۔ دواپر۔

تریتا اور کلجگ۔ امیں نام (یعنی گیان) ہی پردھان رہا ہے۔ اور اِس کلجگ میں تو وہی شخص پار اُتر سکتا ہے۔ جو کہ من مُکھ نہیں ہے یعنی اپنی مرضی پر ہی چلنے والا نہیں ہے۔ بلکہ گُور مُکھ ہے یعنی سچے گُوروکی آگیا کے انوسار چلنے والا ہے۔ جس نے (ست) پرماتما کا کسی شروتری برھم نِشٹھی پُورن گُورو سے گیان حاصل کر لیا ہے۔ وہ جنم مرن کے چکّر سے چھوٹ جاتا ہے۔ اور برھم سرُوپ ہو جاتا ہے۔ جو کہ اُس کا اپنا سرُوپ ہی ہے۔

گُورو بانی :-

پُورے گُور کا سُن اُپدیش　　پار برھم نکٹ کر پیکھ
سواس سواس سمرو گوبند　　من انتر کی اُترے چِند
آس انت تیاگو ترنگ　　سنت جناں کی دھُوڑ من منگ
آپ چھوڑ بنتی کرو　　سادھ سنگ اگن ساگر ترو
ہر دھن کے بھر لیو بھنڈار　　نانک گُور پُورے نمسکار

کھیم کُشل سہج آنند　　سادھ سنگ بھج پرمانند
نرک نوار اُدھارو جیو　　گُن گوبند امرت رس پیو
چت چیتو نارائن ایک　　ایک رُوپ جا کے رنگ انیک
گوپال دامودر دین دیال　　دُکھ بھنجن پُورن کرپال
سمر سمر نام بارم بار　　نانک جیو کا اِہی آدھار

گُورو نانک دیو جی فرماتے ہیں :- کہ اے جگیاسو ! (آجکل کے نام نہاد بے علم اور وشئی گُوروؤں سے بچو۔ اور شروتری برھم نِشٹھی "پُورن گُورو" کا اُپدیش حاصل کرو۔ اور پار برھم پرمیشور کو اپنے نزدیک (اپنا آپ) دیکھو۔ اور سواس سواس گوبند (بھگوان کرشن) کا سمرن کرو۔ جو دین دیال ہیں۔ اور جن کا نام گوپال اور دامودر ہے۔ تاکہ تمہارا انتہ کرن پوتر ہو جاوے۔ ناشوان سنسارک پدارتھوں کی آشا اور ترشنا کو چھوڑ کر فقط برھم گیانی سنت مہاتماؤں کی چرن دھُوڑ کو مانگو۔ اپنی خودی اور اہنکار کا تیاگ کر کے نمرتا پُورک برھم گیانی مہاتماؤں کی شرن میں جاؤ۔ تاکہ سنسار رُوپی اگنی ساگر (سمندر) تر سکو۔"

اوم　　　　اوم

رام کا آدرش جیون

(ایڈیٹر)

آہاہا! وہ کیسا سُندر سمے تھا۔ جبکہ تمام ہندو جنتا بھگوان رام کے متعلق پُورن شردھا رکھتی تھی۔ سناتن دھرم پر عقیدہ رکھنے والے تو آج بھی لاکھوں پُرش ایسے موجود ہیں۔ جو بھگوان رام کو ساکشات وشنو کا اوتار سمجھتے ہیں۔ آریہ سماج میں بھی رام کے متعلق جو عقیدت اور شردھا ہے۔ وہ بھی کچھ کم نہیں ہندو شاستروں میں جس طرح اوم شبد کو پرماتما کا نام اور پرماتما کا سَروپ کتھن کیا ہے۔ ویسے ہی رام نام کی مہما بھی گا ئن کی ہے۔ گورو گرنتھ صاحب تو رام رام۔ کا سدا جاپ کرنا بتاتا ہے۔ تمام گورو صاحبان کا اِشٹ منتر رام نام ہی تھا۔

گوڑی ماجھ محلہ ۵۔　ہری رام رام رام راماں۔ جپ پُورن ہوئے کاماں

واقعی اوم اور رام میں جب اِن دونوں کا جاپ کیا جاتا ہے تو کوئی فرق ہی نہیں رہتا۔ اوم کا جاپ پرانایام کیساتھ کرنے سے جس سِدھی کی پراپتی ہوتی ہے۔ رام کا جاپ کرنے سے بھی اُسی پرم پد کی پراپتی ہوتی ہے۔ گُورو گرنتھ صاحب میں تو رام نام کی مہما کا ورنن جگہ جگہ اور بار بار پد پد پر کیا گیا ہے۔ رام کے شبد میں دوِیہ شکتی ہے۔ اگر رام شبد کو ایشور بھاونا سے سمرن کیا جاوے تو بھی بہت پھلدائک ہے۔ لیکن اگر رام کو شری وشنو کا اوتار سمجھکر (جو کہ شری دشرتھ کے گھر پرگٹ ہوئے) کا سمرن اور دھیان کیا جاوے تو اس کا پھل دوگنا ہے وجہ یہ ہے کہ رام نام کے سمرن سے تو صرف انتہ کرن کی شدھی ہوگی۔ لیکن رام چندر جی مہاراج کی مورتی کا دھیان کرنے سے اُنکے جیون چرِتر کا نقشہ بھی ہمارے ہردیہ میں آجائیگا۔ اور اُن کے جیون کو لکش رکھتے ہوئے ہم بھی اپنا جیون اُسی طرح بنانے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ منش تن دھارن کر کے اُنہوں نے گرہست آشرم کے دھرموں کو جس مریادا سے چلایا۔ وہ ہی ہمارا بھی آدرش جیون بن جائے گا۔ نیز

"خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔" کے مقولہ کے انوسار ہمارا جیون بھی ویسا ہی بنتا جاویگا۔ انسان جیسا وچار کرتا ہے ویسا ہی ہو جاتا ہے۔"

آجکل ہندو گھرانوں میں جو دُردشا دیکھنے میں آتی ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ کسی وقت یہی جیون سورگ مئے ہوتا تھا لیکن آجکل نرک سے بھی ابتر ہو گیا ہے۔ باپ کی بیٹے کے ساتھ اَن بن۔ بیٹے کی باپ سے عداوت۔ وہ اس کا آگیا کار نہیں۔ اور باپ بیٹے کو اچھا نہیں سمجھتا۔ ماں اور بیٹے کا آپس میں کوئی پریم نہیں۔ پُتر ماں کو دُر وچن کہتا ہے۔ اور ماں اُس کو۔ استری اور پتی کی آپس میں نہیں بنتی۔ پتی کہتا ہے کہ میں شادی نہ کرتا تو اچھا تھا۔ استری کہتی ہے کہ اس سے بہتر تو میں ودھوا ہو جاوں تو اچھا۔ جب نزدیکی رشتہ داروں کا یہ حال ہو تو دوسرے لواحقین کے ساتھ کیسے محبت اور پیار ہو سکتا ہے۔ سب ہی خود غرضی کا شکار ہو رہے ہیں۔"

لیکن یہ سلسلہ کب سے شروع ہوا۔ بزرگوں کا خیال ہے۔ کہ جب سے مغربی تعلیم کو زیادہ فوقیت دیگئی اور اپنے دہرم شاستروں رامائین۔ مہابھارت۔ پوران آدی گرنتھوں کو ہم نے تلانجلی دے دی میرا یقین ہے کہ اگر ہم رامائن کا شردھا پوروک پاٹھ اپنے گھروں میں شروع کردیں اور رامائن کی سکشا کو دھارن کریں تو یہ تمام قباحتیں بہت جلد دور ہو جاویں۔ اور ہمارا گرہستی جیون سورگ بن جاوے وجہ یہ ہے کہ ہماری پراچین ہندو سبھیتا میں بہت ہی ادبھت گن ہیں! اور اس کا سارا نقشہ ہمیں رامائن سے مل سکتا ہے۔ پتر کو اپنے ماتا پتا کے لئے کیسی شردھا اور کیسا برتاؤ ہونا چاہیئے! اور والدین کو اپنے پتر کے ساتھ کیسا سنیہہ ہونا چاہیئے۔ پتی کے کیا فرائض ہیں۔ اور استری کا پتی برت دہرم کیا ہے۔"

یہ بینظیر سکھشا جو ہندو دہرم دیتا ہے۔ وہ کسی اور جگہ دستیاب نہیں ہو سکتی بھگوان رام نے اسی پراچین ہندو سبھیتا کی مریادا کا پالن کیا۔ اور ہندو جاتی کے لئے اپنا جیون گویا ایک روشنی کا مینار کھڑا کر گئے۔ جسکی مثال دنیا کی کسی قوم اور ملک نے آجتک پیش نہیں کی۔"

اپنی سوتیلی ماتا کیکئی کی آگیا (حکم) کا پالن کرنے کے لئے ۱۴ سال بنباس کا دکھ اٹھانا قبول کیا۔ لیکن اجودھیا کے تخت پر بیٹھکر سکھ بھوگنا سویکار نہ کیا۔ آج دنیا میں ایک چپہ بھر زمین کے لئے کشت و خوں ہو جاتے ہیں۔ لیکن دھنیہ تھے بھگوان رام جنہوں نے تخت و تاج کو پاؤں کی ٹھوکر سے ٹھکرا دیا۔ لیکن اپنے پتا اور سوتیلی ماتا کے حکم کو سر آنکھوں پر رکھا۔ کیا ان کے بعد دنیا نے کوئی ایسی مثال پیش کی ہے؟ نہیں؟ آج حکومتیں آپسمیں لڑ کر کیوں دنیا کو تباہ کر رہی ہیں؟ محض حرص دنیاوی کے لئے۔ ان لوگوں نے دنیا کو سدت سمجھا ہوا ہے۔ اور اپنی حکومتوں کو پائیدار۔ یہ معلوم نہیں کہ پرتھوی ان سب پر ہنس رہی ہے۔ اور یہ کہہ رہی ہے کہ تمہارے جیسے اور تم سے بھی بلوان راجے اس دنیا میں ہو چکے ہیں۔ اور اپنا جھنڈا ہمیشہ ہی بلند رکھنے کی امید میں ان کو بھی آپکی طرح ہی تھیں۔ مہاراجہ پرتھو جیسے بلوان حاکم جنہوں نے تمام پرتھوی پر راج کیا۔ اور اپنے تیروں سے پہاڑوں کو ایک طرف کر کے زمین کو ہموار بنایا۔ وہ یہاں نہ رہے۔ بکرماجیت جیسے پرتاپی تپسوی اور منتر شکتی رکھنے والے یودھا نہ رہے تو تم کی کیا گنتی ہے۔ کال سب کے سر پر کھڑا آگاہ کر رہا ہے کہ اپنے راج کا ابھیمان نہ کرو۔ اپنی شکتی اور بل کا ابھیمان کر کے اتیا چار کیوں کرتے ہو۔ یہاں جو بھی آیا۔ سب نے ایک دن کوچ کیا۔ کسی کا بھی یہاں ٹھکانا نہ ہو سکا۔ اس لئے کیوں اپنے جیون کو اور دوسروں کی زندگیوں کو تباہ کر رہے ہو۔ یہاں کی کوئی چیز ساتھ نہیں جاوے گی۔ سہ

گو سبھی تھے جن کے ڈنکے سے زمین و آسمان
چپ پڑے ہیں قبر میں اب ہوں نہ ہاں کچھ بھی نہیں

محمود غزنوی ہندوستان کی تمام دولت لوٹ کر غزنی لے گیا۔ لیکن جب اسکو قبر میں دفنایا گیا تو اسکے دونوں ہاتھ خالی تھے جس قوم سے کہ لایا تھا پر اس نے اتنے ظلم و ستم کئے! اسکے پاس بھی کچھ نہ رہا۔ اسلئے دوسری قوموں پر ظلم ستم کرنے سے کچھ ہاتھ نہیں آئیگا۔ بلکہ پاپیوں کا پھل دینے کیلئے پرماتما کی شکتی جلد ہی پاپیوں کا قلع قمع کر دیگی۔ جو لوگ صرف اپنی ہی قوم اور اپنے ہی ملک کے لئے دوسروں پر اتیاچار کرتے ہیں۔ انکی عاقبت خراب ہوتی ہے اور انکی قوم بھی کسی دن تباہی کا نظارہ دیکھتی ہے! اورنگزیب نے کافی سے زیادہ ظلم کئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بابر اکبر اور شاہجہاں نے جس مغلیہ خاندان کی جڑیں پاتال تک پہنچائی تھیں وہ

اورنگ زیب کے بعد فوراً ختم ہو گئی۔

अयं निजा परोवेती गणना लघू चेतसाम ।

उदार चित्तानांस्तु वसुदैव कुटम्बकम ॥

یہ اپنا ہے یہ بیگانہ ہے۔ یہ قوم میری ہے اور وہ غیر کی ہے۔ یہ ملک میرا ہے وہ کسی اور کا ہے۔ ایسے خیالات مورکھ اور اگیانی لوگوں کے ہوتے ہیں۔ ورنہ جنکو اصلیت کی سمجھ آچکی ہے اور جنہوں نے سنسار کو اسار اور متھیا سمجھا ہے۔ یعنی جو ودیاوان گیانی منش ہیں۔ اُنکے لئے تو تمام سنسار ہی اپنا ہوتا ہے۔ وہ تمام دنیا کے لوگوں کو اپنا ہی کنبہ قبیلہ سمجھتے ہیں۔ اسلئے ان کو کسی کیساتھ دویش نہیں ہوتا۔ وہ سب کی بھلائی میں ہی اپنی بھلائی سمجھتے ہیں۔ یہی عقیدہ ہمارے ہندو راجاؤں کا تھا۔ انہوں نے تمام دنیا پر کروڑہا سال نشکنٹک راج کیا۔ اور انکے عہد حکومت میں کسی کو تکلیف اور دکھ نہ تھا۔ وہ لوگ اپنے دھرم پر قائم رہتے تھے اور اپنے آپ کو پرجا کے خدمتگار سمجھتے تھے۔ انکے ہردیہ میں حکومت کی بو نہیں تھی۔ اُنکے اندر اہنکار اور خود غرضی نہیں ہوتی تھی۔ وہ پرجا کے سُکھ میں ہی اپنا سُکھ مانتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان کا راج کروڑہا سال اس پرتھوی پر رہا۔"

بھگوان رام نے پرجا کی خوشنودی کی خاطر اپنی پیاری اور پتی برتا دھرم پتنی سیتا کو بھی بن میں بھیجدیا۔ حالانکہ انکو معلوم تھا کہ اگنی دیوتا نے پرتکھش ہو کر لنکا جیتنے کے بعد یہ ثابت کر دیا تھا کہ سیتا بالکل نردوش اور اپنے دھرم پر قائم رہی ہے۔ تاہم پرجا کی خوشنودی اور مریادا کو قائم رکھنے کیلئے انہوں نے مہارانی سیتا کو الوداع کہہ دیا۔ اور یہ کوئی معمولی انسان کا کام نہیں ہو سکتا کیونکہ جس پتی برتا استری کیساتھ آتما پریم ہو اُسکو کوئی شخص ایک دن کیلئے بھی جدا نہیں کر سکتا۔ دھنیہ تھے بھگوان رام جنہوں نے اپنی رعایا کی خاطر اور دھرم کی مریادا کیلئے اتنی قربانی کی۔ سیتا بالمیک رشی کے آشرم پر چلی گئی۔ اور پتی آگیا کو پالن کرنے میں ہی اپنے جیون کی سپھلتا سمجھی۔"

بھگوان رام نے یہ سبق دیا کہ ماں باپ کی آگیا پالن کرنے میں اگر زندگی کو خطرہ میں بھی ڈالنا پڑے تو پرواہ نہ کرو۔ نیز دھرم کی رکھشا کیلئے اور پاپیوں کو نشٹ کرنے کے لئے ہمیں ہمیشہ تیار رہنا چاہیئے۔ اور دھرم کی مریادا کا کبھی بھی الّنگھن نہیں کرنا چاہیئے۔"

رامائن سے ہمیں اتنے سبق مل سکتے ہیں کہ جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔ رامائن تو ایسا ادبھت اور سُندر گرنتھ ہے کہ اس کا پاٹھ گھر گھر میں ہونا چاہیئے۔ جہاں آجکل مغربی سبھیتا کے زیر اثر ہم اپنی چھوٹی چھوٹی لڑکیوں کو ناچ گانا سکھانے کیطرف مائل ہو رہے ہیں اور انگریزی سکولوں میں پڑھانا ایک اٹل فرض سمجھ رکھا ہے۔ وہاں اگر انکو ہندی سنسکرت اور رامائن مہابھارت وغیرہ گرنتھ پڑھانے کا یتن کریں تو ان کا گرہست جیون کیوں نہ سورگ بن جاوے۔ اور آئندہ آنے والی ہندو نسلیں کیوں نہ رام کرشن بھیم اور ارجن جیسی بنیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس گھور سمے میں بھی اپنے جیون کو دھرم مارگ پر چلاتے ہیں۔ اور اپنی سنتان کو دھرم گرنتھوں کے پڑھنے میں رُچی دلاتے ہیں۔ کیونکہ اسی میں ہی ہماری ہندو جاتی بلکہ سنسار کا کلیان ہے۔" ہری اوم تت ست۔ بولو بھگوان رام کی جے۔

"گورکھ ناتھ نندہ"

رامائن چھوٹی ۔/۱۲ روپیہ۔ منظوم رتن رامائن مجلد ۵ روپے۔ رامائن پنڈت ستیہ پال اتی بھاوری ۶ روپے۔ تلسی رامائن مکمل باتصویر نیا ایڈیشن بمعہ دوہے چوپائیاں اور ارتھ اردو میں قیمت ۱۲ روپے۔

رام آشتی

مہتہ امرناتھ جی موہن بی اے ایل ایل بی

وہ بھی کبھی وقت کہ اپنوں میں پیار تھا　　بھائی پہ بھائی باپ پہ بیٹا نثار تھا
چھوٹوں کو تھا بڑوں کی بزرگی کا احترام　　چھوٹوں پہ بھی بڑوں کی نگاہِ کرم مدام
حق چھیننا کسی کا سمجھتے تھے پاپ وہ　　کرتے تھے اپنی غلطیوں پر پشچاتاپ وہ
پتنی پتی کے رنج و الم میں شریک بھی　　اردھنگی یعنی معنی اصلی میں ٹھیک تھی
دشمن کی دشمنی پر بھی تھا جذبہ پیار کا　　عورت کا انکسار کا اور اعتبار کا

لچھمن نے ساتھ رام کا چھوڑا نہ زینہار　　سائے کی طرح بھائی کے قدموں پہ تھا نثار
گو سخت آزمائشیں وقتِ خراب نے　　دن رات مارا فاقہ کشی کے عذاب نے
پر زیست بھی نہ جذبۂ خدمت مٹا سکا　　احساسِ فرض کا نہ قدم ڈگمگا سکا
وہ جانکی کہ جس کی حضوری میں تھے خدم　　باہر محل سے رکھا نہ جس نے کبھی قدم
پروردۂ فراغت و آسائش و قرار　　ناواقفِ غم و الم و رنج و روزگار
وہ جنگلوں میں جانے کو تیار ہو گئی　　غربت کی سختیوں کی طلبگار ہو گئی
راون کہ تھا شکار خیالاتِ خام کا　　بدخواہ رام کا عدو لچھمن کے نام کا
پھر بھی تھا اس کے علم کا ملحوظ احترام　　معلوم ہے تمہیں جو تھا لچھمن کو حکمِ رام
راون کھتا رن میں جس گھڑی زخمی پڑا ہوا　　اور تھا سرہانے سکھشا کو لچھمن کھڑا ہوا

جینے کا اب مزا نہیں ہندوستان میں　　بوڑھے میں انس ہے نہ محبت جوان میں
بھائی سے بھائی ماں سے بیٹا الجھ رہا　　اک دوسرے کو دشمنِ جاں ہے سمجھ رہا
وہ جاں نثاریوں کی روایات مٹ گئیں　　وہ صلح و آشتی کی حکایات مٹ گئیں
شوہر سے بیوی بیوی سے شوہر ہے بدگماں　　ہے باپ کا بنا ہوا بیٹا عدوئے جاں
ہندوستاں کے گھر ہوئے خالی سکون سے　　ہیں ساڑھیاں رنگی ہوئیں شوہر کے خون سے
معنی یہاں ہیں مہر و محبت کے اور ہی　　بگڑے ہوئے ہیں ہند کے لوگوں کے طور ہی
دلداریٔ عدو کی یہاں پر مقال کیا　　تعظیمِ دشمناں کا یہاں پر سوال کیا؟
اے رام اے پیغمبرِ فرض آشنائی آ　　بھارت نواسیوں کو دو راستی دکھا

بیٹھے ہوئے ہیں ہم ترے دیدار کے لئے
روشن کئے ہوئے در و دیوار پر دیئے

اوم اوم اوم

رامائن امرت

(از قلم پنڈت ستیہ پال جی بھاردواج بی اے (آنرز) ایل ایل بی)

بھارت میں شاید ہی کوئی ایسا پرش ہو جس نے رامائن کا نام نہ سنا ہو۔ سنسار میں جب جب پاپ بڑھ جاتا ہے تب تب پاپیوں کا ناش کرنے کے لئے اور دھرم کو پھر سے ستھاپت کرنے کیلئے بھگوان خود کوئی شریر دھارن کر کے اوتار لیتے ہیں۔ بھگوان کے رام اوتار کی کتھا کو رامائن کا نام دیا جاتا ہے۔ جس کو سب سے پہلے رشی والمیک نے سنسکرت میں لکھا تھا۔ سنت تلسی داس جی نے رامائن کو ہندی میں لکھکر ہم سب پر بھاری احسان کیا ہے۔ انہوں نے اپنی اس رچنا کا نام رام چرت مانس رکھا ہے۔ کیونکہ ان کے اپنے کہنے کے انوسار سب سے پہلے بھگوان شیو جی نے اس کی رچنا کی اور اُس کو اپنے من میں ہی رکھا۔ پھر انہوں نے یہ چرتر پاربتی جی کو سنایا اور وقت آنے پر یہی کتھا کاگ بھشنڈی کو سنائی۔ کاگ بھشنڈی نے اُسے منی یگیہ ولکیہ کو سنایا۔ اور منی یگیہ ولکیہ نے یہ کتھا رشی بھاردواج کو سنائی۔ کہتے ہیں کہ ایک بار ماگھ کے مہینے میں منی یگیہ ولکیہ پریاگ میں رشی بھاردواج کے آشرم پر پدھارے تو بھاردواج نے اُن سے پرشن کیا۔ کہ جس رام کو بھگوان شیو ہمیشہ اپنے ہردے میں رکھتے ہیں۔ وہ رام راجہ دشرتھ کا بیٹا ہے یا کوئی اور رام تھا۔ یگیہ ولکیہ جی کہنے لگے۔ ہے بھاردواج! مجھے پتہ ہے کہ بھگوان رام کے بارے میں تم کو کوئی موہ نہیں ہو سکتا۔ تم اس بہانے بھگوان رام کی کتھا سننا چاہتے ہو۔ میں تمہاری چترائی سے خوش ہوں۔ اور تم کو سب کتھا سناؤں گا۔ چنانچہ انہوں نے بھگوان رام کی کتھا رشی بھاردواج کو بڑے پریم سے سنائی۔

ایسا ہی موہ ایک بار بھگوان وشنو کے واہن گرڑ جی کو بھی ہو گیا تھا۔ جب شری رام جی اور لنکا کے راجہ راون کا یدھ ہو رہا تھا۔ اُسوقت راون کے بیٹے میگھ ناتھ نے ایک دن ناگ بان چلا دیا۔ جس سے شری رام جی کے شریر میں ناگ ہی ناگ چمٹ گئے۔ جب نارد منی نے یہ حال دیکھا تو انہوں نے گرڑ جی کو جا کر کہا کہ شری رام جی کو ناگوں سے چھڑاؤ۔ گرڑ جی نے آکر سب ناگ کھا لئے۔ پر اُن کے من میں یہ موہ ہو گیا کہ اگر شری رام جی سچ مچ بھگوان وشنو کا اوتار ہیں۔ تو ناگ بان کے بس کیسے آ گئے۔ انہوں نے اپنا موہ نارد جی کو بتایا۔ تو نارد جی منی نے ان کو برہما کے پاس بھیجدیا۔ جب گرڑ جی برہما جی کے پاس گئے تو انہوں نے کہا کہ ہے گرڑ جی! بھگوان کی مایا بہت بلوان ہے۔ تمہارے من میں جو موہ پیدا ہو گیا ہے۔ اُس کو بھگوان شیو جی ہی دور کر سکتے ہیں۔ جسوقت گرڑ جی شیو جی کو ملے۔ اُس وقت شیو جی یاترا پر جا رہے تھے۔ انہوں نے کہا میں تو اس وقت یاترا پر جا رہا ہوں۔ تم کاگ بھشنڈی کے پاس جاؤ۔ وہ تمہارا سب موہ دور کر دینگے۔ یہ سُن کر گرڑ جی کاگ بھشنڈی کے آشرم میں چلے گئے۔ اور کاگ بھشنڈی جی نے گرڑ جی کو ساری کتھا بڑے پریم سے گا کر سنائی۔ جسے سُنکر اُن کا بھی موہ جاتا رہا۔

اسی کتھا کو سنت تلسی داس جی نے رام چرت مانس کا نام دیا ہے۔ اور اسے ہی رامائن کہا جاتا ہے۔ رام چرت مانس میں لگ بھگ پانچ ہزار ایک سو چوپائیاں اور دوہے ہیں۔

کاگ بھشنڈی جی نے کوّے کا شریر کیس پرکار پایا اور اُن کو اس شریر میں آتما گیان کیسے ہوگیا۔ یہ سوال سادھارن ہے۔ اور ساری کتھا سُننے کے بعد گرڑ جی نے بھی یہ سوال کاگ بھشنڈی جی سے کیا تھا۔ اس کا جواب دیتے ہوئے کاگ بھشنڈی جی نے کہا کہ اِن کو سب جنموں کا حال یاد ہے۔ کسی ایک یُگ میں اِن کا جنم ایک شودر کے گھر ہُوا تھا۔ اور اُس جنم میں وہ شِوجی کے اُپاسک تھے اور وِشنوجی کا نام بھی سُننے کے لئے تیار نہ تھے۔ اُن کا گورو ایک براہمن تھا۔ جو اُن کو اُپدیش دیا کرتا تھا۔ کہ شِوجی کی اُپاسنا کا پھل یہ ہوتا ہے۔ کہ ہمارے من میں رام بھگتی پیدا ہوتی ہے۔ اسلئے بھگوان وِشنو کی کبھی نِندا نہیں کرنی چاہئے۔ ایک دِن وہ شِوجی کے مندر میں بیٹھے تھے۔ تو اُن کے گورو وہاں آ گئے۔ مگر کاگ بھشنڈی ابھیمان کے کارن بیٹھے ہی رہے۔ اِس پر شِوجی کو بہت کرودھ آگیا۔ اور انہوں نے شاپ دیا کہ گورو کے آنے پر بھی تم سانپ کی طرح بیٹھے رہے ہو۔ اور میری مریادا کو بھنگ کیا ہے۔ جاؤ سانپ بن جاؤ۔ گورو جی بہت دیالو تھے۔ انہوں نے شِوجی سے پرارتھنا کی کہ کاگ بھشنڈی کو کشما کردیں۔ اس پر شِوجی نے کہا ہمارا شاپ ٹل نہیں سکتا۔ ایک ہزار جنم کے لئے کاگ بھشنڈی کو ضرور سانپ کی جُونی بھوگنی پڑیگی۔ پر اُن کو کوئی کشٹ نہیں ہوگا۔ اور ان کے من میں بھگتی بنی رہے گی۔ چنانچہ ایک ہزار جنم کے بعد کاگ بھشنڈی کا جنم ایک براہمن کے گھر ہوا۔ اور وہ شروع سے ہی بھگوان رام کے اُپاسک بن گئے۔ اور اُنکی بھگتی پانے کے لئے بنوں میں گھومتے رہے۔ آخر میں وہ رِشی لومش کے آشرم میں آپہنچے۔ اور اِن کو اپنا گورو بنا لیا۔ رِشی لومش اِن کو نِرگُن برہم کا اُپدیش کرنے لگے۔ تو وہ اُن سے بحث کرنے لگے۔ ایک دِن بحث زیادہ بڑھنے سے لومش رِشی کو بہت کرودھ آگیا۔ اُنہوں نے کہا تم میرے ساتھ کاگ کی طرح بحث کررہے ہو۔ جاؤ کاگ بن جاؤ۔ کاگ بھشنڈی کو اُسی وقت کاگ کا شریر مِل گیا۔ پر وہ بالکل نہ گھبرائے۔ اور شانتی سے وہاں سے چل دیئے۔ اِنکی شانتی کو دیکھکر لومش رِشی کے من میں دیا آگئی۔ انہوں نے کاگ بھشنڈی کو واپس بُلا لیا۔ اور اِنکو رام نام کا منتر دے دیا۔ اُنہوں نے وردان بھی دیا کہ اب تمھارے دِل میں شری رام جی کی بھگتی ہمیشہ بنی رہے گی۔ اور جس آشرم میں تُم رہوگے۔ اس کے ایک میل تک مایا کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔ اور شریر کا چھوڑنا تمہاری اپنی مرضی کے انوسار ہوگا۔ لومش رِشی کے وردان دینے پر آکاش بانی ہوئی۔ کہ ہے مُنی! تم نے جو کچھ کہا ہے ویسے ہی ہوگا۔ مَن۔ کرم اور وچن سے یہ میرا بھگت ہے۔

اِسی کاگ بھشنڈی کے آشرم میں آکر گرڑ جی نے رامائن کی سب کتھا سُنی تھی۔ جس کو سُن کر وہ بہت خوش ہُوئے۔ اور ان کا سارا موہ جاتا رہا۔

رامائن میں ایک خاص خوبی یہ ہے کہ اس میں گرہست جیون کا آدرش بہت اچھی طرح سے دکھایا گیا ہے۔ بھگوان رام کا جیون ایک ایسا آدرش جیون تھا جسکی مثال دُنیا کے کسی اتہاس میں نہیں مِل سکتی۔ انہوں نے اپنے پِتا کے وچن پُورا کرنے کیلئے راج پاٹ کو ٹھوکر ماردی۔ اور خوشی سے بنباس جانے کو تیار ہوگئے۔ ماتا۔ پِتا۔ اور گورو کی سیوا کرنے کے

لئے وہ ہر وقت تیار رہتے تھے۔ اپنے بھائیوں۔ مترّوں اور سمبندھیوں کیلئے اِنکے دل میں اتھاہ پریم تھا۔ سچائی کیلئے وہ جان دینے کو تیار تھے۔ دین دکھیوں پر دیا کرنا اور شرن میں آئے ہوئے کی رکشا کرنا ان کا سبھاؤ تھا۔ اپنے ادھیکار کی پرواہ نہ کرتے ہوئے وہ اپنے کرتویہ کا ہمیشہ پالن کرتے تھے۔ لیکن جہاں وہ سب کے ساتھ پریم کرتے تھے وہ پاپ کے آگے جھکنے کو کبھی تیار نہ تھے۔ اور پاپی کو کڑی سے کڑی سزا دینا اپنا دھرم سمجھتے تھے۔ وہ راجہ تھے پر اپنے آپ کو پرجا کا سیوک سمجھتے تھے۔ اور ایک دھوبی کے کہنے پر کہ انکی دھرم پتنی سیتا راون کے پاس رہ کر پتی برتا کیسے رہ سکتی ہے۔ اپنے ذاتی سُکھ اور آرام کی کچھ بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنی پیاری اور نیک بیوی کو بنباس دے دیا۔ کاش! ہم اور ہمارے نیتا اب بھی بھگوان رام کے جیون کو اپنائیں اور دھرم و سچائی کے راستہ پر چلتے ہوئے اپنے جیون کو سپھل کریں۔

گوڑی محلہ ا۔

رام نام چیت راپے جا کا۔ اُپ جپ درسن کیجیے تا کا

رام نہ جپوا بھاگ تمہارا۔ جگ جاگ داتا پربھو رام ہمارا

شری بھار دواج جی کی مندرجہ ذیل پستکیں رسالہ اوم دہلی سے منگوا کر زندگی کو سپھل بنائیں

راماین امرت (اردو) ۲۶۴ صفحات کی ضخیم پُستک۔ رامائن کے اتہاسک حصہ کو چھوڑ کر وہ سب دوہے اور چوپائیاں الگ کر دیئے ہیں۔ جن میں بھکتی نیتی اور گیان بھرا ہوا ہے۔ اور ان کو الگ الگ سُرخیوں کے نیچے آسان ترجمہ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ تاکہ جو لوگ ساری رامائن کو پڑھنے کیلئے وقت نہیں نکال سکتے۔ وہ بھی اِن کو پڑھکر اور سمجھکر کچھ لابھ اُٹھا سکیں قیمت لاگت سے بھی کم ایک روپئے

روحانی کرنیں (ہندی) یہ شری بھار دواج جی کی انوبھوی بانی ہے۔ ایک ایک نظم گویا امرت کا گھونٹ ہے۔ قیمت صرف دو روپئے (۲/-)

سی حرفی ویراگ پریم مصنفہ شری ۱۰۸ سوامی گوبند آنند جی مہاراج۔ جسکو پنڈت سنیہ پال جی بھار دواج نے چھپوا کر دھرم ارتھ تقسیم کرنے کیلئے ہمیں بھیجا ہے۔ ضرورتمند اصحاب بذریعہ بیرنگ پوسٹ ہم سے مُفت منگوا سکتے ہیں۔"

چرپٹ منجری یا موہ مدگر مصنفہ ۱۱۰۵ جگت گورو سوامی شنکر آچاریہ جی مہاراج کی تصنیف شدہ سنسکرت کی پُستک کو اردو میں چھپایا گیا ہے (بھج گوبندم) جس کا تمام خرچ رسالہ اوم کے خاص پریمی شری پنڈت ہربنس لال جی شرما بمبئی نواسی نے ادا کیا ہے۔ یہ پُستک بھی دھرم پرچار کے خیال سے مُفت تقسیم کی جا رہی ہے۔ ضرورتمند اصحاب رسالہ اوم دہلی کے دفتر سے بیرنگ پوسٹ منگوا سکتے ہیں۔"

اوم

بھگوان رام کی آرتی

(ایک پنجابی مہلا کی قلم سے)

تیری آرتی رام اوتاری۔ دھنش کے دھاری۔ مَیں گاؤاں اودھ پوری
دشرتھ کے پران پیارے۔ مات کوشلیا کے راج دلارے۔ مَیں گاؤاں اودھ پوری
سر پر سوہنا مکٹ براجے۔ گل بیجنتی مالا ساجے۔
تے کنڈلاں دی شبھ نیاری۔ مَیں گاؤاں اودھ پوری
لکشمن سنگ جائے تاڑکا ماری۔ وشوامتر سے ودیا لئی بھاری۔
تاری اہلیا ناری۔ مَیں گاؤاں اودھ پوری
جنک سوئمبر دیکھن آئے۔ توڑ دھنش سیتا مالا پائی
بیاہی جنک دلاری۔ مَیں گاؤاں اودھ پوری
کھر دوکھن کو مار مکایا۔ بھگت جٹایو کو گلے سے لگایا۔
تاری بھیلنی ناری۔ مَیں گاؤاں اودھ پوری
براہمن بن ہنومان جی آئے۔ سگریو سے سنگ تیرا میل کرائے
بھگتن کے ہتکاری۔ مَیں گاؤاں اودھ پوری۔
بالی کو بیج دھام پٹھایا۔ انگد کو یوراج بنایا
بھگتن کے ہتکاری۔ مَیں گاؤاں اودھ پوری۔
سیتو باندھ راون کو مارا۔ بھگت بھبھیکشن کو راجی تارا۔
رام دھنش کے دھاری۔ مَیں گاؤاں اودھ پوری۔
اسر مار اودھ پور آئے۔ راون مار اودھ پور آئے۔
دیوتیاں رل منگل گائے۔ مَیں گاؤاں اودھ پوری۔

ما سیتو یعنی سمندر پر پل باندھ کر لنکا گئے اور راون کو مارا۔ ″

اوم اوم

رام کون ہیں؟

"رام کون پربھو پوچھوں توھی"

राम कवन प्रभु पूछउँ तोही ?

(لیکھک۔ شری رام مورتی کالیہ ایم۔اے۔ مالویہ نگر نئی دہلی)

رام چرت مانس میں یہ مول پرشن ہے کہ رام کون ہیں۔ مکر سنکرانتی کے اشنان کے بعد جب رشی یاجیہ ولکیہ جی مہاراج پریاگ راج میں مہرشی بھاردواج جی کے آشرم میں ٹھہرے تو انہوں نے اُن سے رام جی کا پاون چرت سننے کیلئے یہی پرشن کیا۔ وہ بولے مہاراج کرپا کرکے وستار پورک مجھے یہ بتائیں کہ رام کون ہیں؟ ایک تو رام جن کا یش رشی مہرشی وید پُران اور اُپنشد گاتے ہیں۔ اور جن کا نرنتر جاپ گیان کے اوتار بھگوان شنکر بھی رات دن کرتے ہیں۔ اور دوسرے ہیں اودھ کے راجکمار جن کا چرت سنسار گاتا ہے۔ اور جو استری کے ویوگ میں بن بن گھومتے ہیں۔ اور جنہوں نے کرودھ میں آکر راون کا ودھ کیا ہے۔ اس لئے بھگوان آپ مجھے بتائیں۔ کہ بھگوان شنکر دوارا پوجے جانے والے بھگوان ہی کیا راجہ دشرتھ کے پُتر ہیں۔ یا وہ بھگوان کوئی اور ہیں۔؟" اسی پرشن کے جواب میں تُلسی داس مہاراج جی نے بھگوان رام کا سارا چرت رام چرت مانس میں لکھا ہے۔ یہی جان پڑتا ہے۔ یہی پرشن ستی جی نے بھگوان شنکر سے کیا ہے۔ اور ایسا ہی بھرم پورن درشٹی کون بھگوان وشنو کے واہن گرڑ جی کا تھا۔ انہوں نے بھی کاگ بھشنڈی جی سے یہی پوچھا کہ ناگ پاش میں بندھ جانے والے ونکیتی بھگوان کیسے ہو سکتے ہیں؟ تو بات سپشٹ ہے کہ تُلسی اپنے رام چرت میں تینوں وکتاؤں کے دوارا ایک ہی پرشن کا جواب دلانا چاہتے ہیں۔ اور وہ پرشن ہے کہ رام کون ہیں؟ یہ پرشن شاید آجتک بھی بنا ہوا ہے۔ بہت سے لوگ رام پر شردھا تو کرتے ہیں۔ لیکن رام بھگوان ہیں۔ ایسا ماننے میں اُن کو سنکوچ ہے۔ ایسے مہانوبھاوں سے پرارتھنا ہے کہ وہ اپنے پرشن کا جواب پانے کے لئے رام چرت مانس پڑھیں اور اپنے سوال سے پیدا ہونے والے بھرم کو دُور کریں۔ اُن کا بھرم اوشیہ دُور ہوگا۔ ایسا میرا وشواش ہے۔ کارن یہ بھی ہے کہ رام چرت مانس میں ایسا بھرم کرنے والوں کا بھرم پرشن کا جواب پاکر دُور ہوا ہے۔ اور انہوں نے اس بات کو سویکار بھی کیا ہے۔

بھگوان سرو شکتی مان ہیں۔ انادی ہیں۔ اننت ہیں، نراکار ہیں۔ بنا پیروں کے چلنے والے ہیں۔ بنا ہاتھوں کے کام کرنے والے ہیں، بنا آنکھوں کے دیکھنے والے ہیں اور بنا شریر کے سب کو چھونے والے ہیں۔ یہ سب باتیں تُلسی داس جی کو مانیہ ہیں۔ اس میں اُن کا کوئی ورودھ نہیں۔ اُن کا گرنتھ پڑھنے سے پتہ چلے گا کہ اُس میں آئے جتنے پاتر ہیں۔ وہ بھی ایسے بھگوان کو پورن روپ سے مانتے ہیں۔ تُلسی داس جی کی اس کے ساتھ یہ بھی دھارنا ہے کہ ایسے بھگوان بھگتوں کے پریم پاش میں بندھ کر اس سرشٹی میں منشیہ روپ بھی دھارن کرتے ہیں اور ایسے ہی

کارنوں سے بھگوان رام کے روپ میں اوتار لیا اور راکششوں کو مارنے کے لئے، سنتوں کی رکھشا کرنے کیلئے نارد رشی کے شراپ کو پورا کرنے کے لئے تھا منو اور شت روپا کو دیئے وردان کو پورا کرنے کے لئے بھگوان رام کے روپ میں پرگٹ ہوئے۔ اُنکی یہ دریڑھ دھارنا ہے۔ کہ جو پار برہم پرمیشور ہے۔ جو اننت انادی اور اکھنڈ بھگوان ہے وہی وشرتھ کے پتر شری رام چندر جی مہاراج ہیں۔ اُن کے وچار میں ہی نہیں بلکہ اوتار کے ہونے کی بات کو ہمارے سب ہی دھرم گرنتھوں نے مانا ہے۔

धर्म संस्थापनार्थाय संभवामि युगे युगे ॥

کی بات گیتا جی کے چوتھے ادھیائے میں کہی گئی ہے۔ بھگوان اپنی پرکرتی کو آدھین کر کے مایا سے جنم بھی لیتے ہیں۔ دوسرے جب ایشور کو ہم سروشکتی مان مانتے ہیں۔ تو اُنہیں منشیہ کی دیہہ دھارن کرنے کی شکتی سے کیسے محروم کر سکتے ہیں؟ اُنہیں ایک روپ دھارن کرنے سے بھی کیسے انکار کر سکتے ہیں؟ جب اُن میں سرشٹی کے نرمان، پالن اور ناش کرنے کی شکتی ہے۔ ان کی مسکان سے برہمانڈ کا نرمان اور بھرو کے ولاس سے سنسار کا ناش ہو سکتا ہے۔ تو ایسے سروشکتیمان پربھو منشیہ دیہہ کو دھارن نہیں کر سکتے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جو بھائی یہ مانتے ہیں کہ ایشور سروشکتیمان ہے لیکن وہ دیہہ دھارن نہیں کر سکتے۔ اُن سے ہاتھ جوڑ کر ونمر پرارتھنا ہے کہ وہ اپنے اس کتھن میں کہ ایشور سروشکتیمان ہیں۔ سنشودھن کر دیں۔ اور کہیں کہ ایشور سروشکتیمان ہے بسوائے اس کے کہ وہ منشیہ دیہہ دھارن کرنے کی شکتی نہیں رکھتا۔ ایسا کرنے میں شاید اُن کا اپنا ہی من گواہی نہیں دیگا۔ کیونکہ یہ بات کسی کے من لگنے والی ہے نہیں۔ اور سروشکتیمان کی شکتی کو پھیکا کرنے والے ایک ہاسیہ سپد بات بن کر رہ جائے گی۔

تُلسی داس جی کے سمے سے کچھ پہلے سنت کبیر داس جی بھی کچھ ایسے ہی بھرم سماج میں پھیلا رہے تھے۔ اُن کا بھی کہنا تھا کہ "ایک رام دشرتھ کا بیٹا اور ایک رام گھٹ گھٹ میں لیٹا۔" اُن کے بھی دماغ میں دو رام کی کلپنا تھی۔ ایسا جان پڑتا ہے سنت تُلسی داس جی مہاراج نے سماج میں پھیل رہے اس بھرم کو دور کرنے کے لئے اس بات کو سپشٹ لکھا کہ وہ ایشور جو بنا پیروں کے چلنے والا ہے۔ اور بنا ہاتھوں کے کام کرنے والا ہے۔ وہی بھگوان شری رام چندر جی ہیں۔ جو پریم اور بھکتی کے کارن وش ماتا کوشلیا کی گود میں آئے۔ انہوں نے بھگوان شنکر کے مکھ سے کہلایا کہ "

جو اِیس گاوہیں وید بدھ جاہی دھری مُنی دھیان
سو دشرتھ سُت بھگت ہت کوشل پتی بھگوان

تُلسی داس جی تو سماج میں سنگھٹک کے روپ میں آئے تھے۔ جہاں اُنہوں نے گیان اور بھکتی میں ایکت سنتھاپت کی، جہاں اُنہوں نے شِو اور وشنو کے اپاسکوں میں ایک روپتا دکھائی، وہاں اُنہوں نے ساکار اور نراکار ایشور کے روپوں کی بھی برابر مہتتا بتائی ہے۔ وہ مانتے ہیں کہ ایشور ساکار بھی ہے ایشور نراکار بھی ہے۔ ایشور نراکار ہی ہے ایسا ماننے والوں سے پرارتھنا ہے کہ وہ 'ہی' کے چکر میں نہ پڑیں بلکہ تُلسی داس کے 'بھی' کو بھی سمجھنے کی کوشش کریں۔"

رام چرت مانس میں انیک، ایسے پرشن ہیں۔ جن کو پڑھنے سے ودوان اپنے آپ ماننے لگتا ہے کہ شری رام چندر جی سادھارن پرش نہ ہو کر پار برہم پرمیشور ہیں۔ اُن جیسی بدھی گیان چترائی ونمرتا، ویبھو، بل، دھیرج، گمبھیرتا، درڑھتا اور ساہس سادھارن ویکتی پر ہو نہیں سکتا۔ راون کا بدھ اور شِلا روپ میں پڑی اہلیا کو جیون دان دینا کیا یہ کوئی سادھارن منشیہ کے بس کی بات ہے؟ شِو کا پرانا دھنش جو بڑے بڑے جہاربھٹوں سے اُٹھایا تک نہ جا سکا۔ وہ شری رام نے توڑ دیا۔ آخر وہ کونسی شکتی تھی جس نے شری رام میں پرویش کیا؟ کیا وہ ایشوریہ شکتی نہیں تھی؟ اس لئے ماننا ہوگا۔ کہ شری رام چندر جی سادھارن پرش نہ ہو کر ایشور ہی تھے۔

شری رام کے ایشورتو کو سمجھانے کی کوشش راون کے پریوار کے لوگوں نے بھی بہت کی لیکن راون تو اہنکار وش اُس روپ کو سمجھنا ہی نہیں چاہتا تھا۔ اس کے بھائی وبھیشن نے بہت سمجھایا۔ اُس نے کہا بھیّا سُنو

تات رام نہیں نر بھوپالا
بھوینیشور کالہوں کو کالا

ارتھات ہے بھائی، رام سادھارن راجہ یا راجہ کے پتر نہیں ہیں۔ وہ تو کالوں کے بھی کال ہیں۔ وہ تو گائے، براہمن، دیوتاؤں کی رکشا کرنے کے لئے اس دھرا دھام پر آئے ہیں۔ اس لئے آپ اُن سے دشمنی چھوڑ کر اُن کی شرن میں جاؤ۔ راون نہیں مانا۔ اس کی پتنی مندودری نے بہت سمجھایا۔ وہ بولی سوامی " وشو روپ رگھو ونش منی"

ارتھات بھگوان رام وشو روپ ہیں۔ ویدوں نے اُن کی کلپنا کی ہے۔ اُن کے چرن پاتال میں اور شیش برہما جی کے دھام میں ہے۔ سورج اور چندرماں تو اُنکی دو آنکھیں ہیں۔ بادل ہی اُن کے سر کے بال ہیں۔ پربت اُن کے شریر کی استھیاں ہیں اور ندیاں ہی اُنکے شریر کی نسیں ہیں۔ دشائیں ہی اُنکے کان، سمندر پیٹ، اور مُکھ اگنی ہے۔ اس پرکار رام چندر جی وشو روپ بھگوان ہیں۔ جن کی ویدوں نے نانا پرکار سے کلپنا کی ہے۔ کنتو اتنا سمجھانے پر بھی راون کہاں مانا؟ پھر نہ ماننے کا پرنام بھی ہم سب کے سامنے ہے۔" وہ وناش کو پراپت ہوا۔ اور اس کا نام لیوا بھی کوئی نہیں۔ آج ہم کسی کا نام راون نہیں سنتے ہیں۔ لیکن جس نے شری رام کے برہم روپ کی کتھا سن کر اپنے من کے بھرم کو دور کیا اور اس بات کو سویکار کیا۔ وہ لوگ پھر دوبارہ ہمارے سب کے پوجیہ بن گئے ہیں پاروتی جی کا گرڑ جی کا اور رشی بھردواج جی کا نام آج بھی لوگ شردھا سے لیتے ہیں۔ اور اُن کو مانتے ہیں۔ اس لئے سب سے ونمر پرارتھنا ہے۔ کہ شری رام چندر جی کو ہم لوگ ایشور سے الگ نہ سمجھیں۔ وہ ایشور روپ ہیں۔ پار برہم پرمیشور ہیں۔ جب ایسا سمجھ کر ہم اُن کے چرت سنیں گے تو وشواش رکھیں کہ پھر ہمیں کسی پرکار سے کوئی بھرم بھی نہیں ستائے گا۔"

(اوم تت ست)

شری رام جی پورن برھم ہیں

(شری رام اشٹکم)

شری اودھ پوری جنم دھام کہیے   نکٹ سرجو شری گنگ ہیں
دشرتھ نندن اسُر بھنجن   شری رام جی پورن برھم ہیں
راگھو رام جی پورن برھم ہیں

سہت سیتا بھراتا لکشمن   دھنو دھاری شری رام ہیں
چترکوٹ تپ لوک کہیے   سیارام جی پورن برھم ہیں
بھال تلک وشال لوچن   آنند کاری شری رام جی ہیں
سانوری صورت مادھوری مورت   سیارام جی پورن برھم ہیں
راگھو رام جی پورن برھم ہیں

لنکا پوری چھین ماتھہ جا رہی   آگیا کاری شری ہنومان جی ہیں
راون مار وبھیشن کھتابیو   سیارام جی پورن برھم ہیں
راگھو رام جی پورن برھم ہیں

اشٹ سدھی نو ندھی کے داتا   بھکتی مکتی ور دائیکم
دھیان یوگ سروپ سندر   سیارام جی پورن برھم ہیں
راگھو رام جی پورن برھم ہیں

برھما جی اشیش مہیش نارد   کوٹی اٹھاسی منی دیوتا
اندر آدی سنک آدی دھیاویں   سیارام جی پورن برھم ہیں
راگھو رام جی پورن برھم ہیں

اننت کال یگ چار پر گئے   سپت دویپ نو کھنڈ ہیں
آد اننت مدھ کھوج دیکھو   سیارام جی پورن برھم ہیں
راگھو رام جی پورن برھم ہیں

چیتن ہوئے چھن ماتھہ چیتو   یگ یگ لیلا کاری
رام ہی کرتا رام ہی بھرتا   سیارام جی پورن برھم ہیں
راگھو رام جی پورن برھم ہیں

شری رام جی اشٹک پڑھت نشدن   رام جی دھام سدھاو ہیں
شری راما نند اوتار ادبھت   سیارام جی پورن برھم ہیں
راگھو رام جی پورن برھم ہیں

جے جے سیتارام

اوم

مریادہ پرشوتم بھگوان رام

(پنڈت حویلی رام بھاردواج مار ضلع گیور تھلہ مصنف پرم انند پراپتی)

ہندو دھرم انویائی چھوٹا ہے یا بڑا، راجہ ہے یا رنک، ایک ساذھارن وکیتی ہے یا آدرش گیانی مہا پرش، سبھی بھگوان رام کو پورن اوتار اور وشنو روپ مان کر انکی شرن گرہن کرتے ہیں۔ بھگتوں اور سکھ گوروؤں کی بانی تو رام نام سے ہی اوت پروت ہے ہی نہیں بلکہ ہمارے سکھ بھائی تو ہر پوجا اور پاٹھ کے اختتام پر یہ شبد اوچارن کرنا پرم کرتویہ سمجھتے ہیں۔ سنگ سکھا سب تج گیو کوئی نہ نبھیو ساتھ۔ کہو نانک اس بپت میں ایک ٹیک رگھو ناتھ" اس میں رگھو ناتھ شبد کے ارتھ کوش کے آدھار پر دشرتھ نندن بھگوان رام کے سوائے اور نہیں بن پاتے۔ حضرت خواجہ حافظ شیرازیؒ نے بھی اسلامی دھرم کے مول اور نام کے مقابلہ میں رام نام کو ہی انتخاب فرمایا۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں۔ ؎

حافظا گر وصل خواہی صلح کن با خاص و عام ÷ با مسلماں اللہ اللہ با برہمن رام رام

اسی صدی کے بھگت اوتار مہاتما گاندھی کو بھی بھگوان کے کل ناموں سے رام نام کے ساتھ ہی بے پناہ محبت تھی۔ اور اس کو انہوں نے آخری دم تک نبھایا بھی۔ ہندو تو ہزاروں لاکھوں برسوں سے نہ صرف بھگوان رام کا آسرا لے کر سمرن دھیان ہی کرتے ہیں۔ بلکہ ہر برس اسوج شدی کے پہلے دس بارہ روز اس کے لئے ہی سدا وقف کر دیتے ہیں۔ ان دنوں رامائن کے پاٹھ اور بھگوان رام کے پوجا دھیان کے علاوہ ساری رامائن کو سٹیج پر درشایا جاتا ہے۔ تاکہ آئندہ نسل بھگوان کے گن کرم سے پوری طرح واقف ہو کر انکی پیروی کر سکے۔ اور دیش میں رام راجیہ ستھاپت ہو سکے۔ بھارت پر ہی کیا موقوف ہے ان سارے مشرقی اور جنوب مشرقی ایشیائی دیشوں میں بھی جہاں کی جنتا ہندو دھرم تیاگ کر دوسرے مذاہب اختیار کر چکی ہے بھگوان رام کو نہیں بھول پائے وہاں اب بھی باقاعدہ رام کتھا اور رام ناٹک ہوتے رہتے ہیں۔ اور اس طرح وہ ہزاروں لاکھوں برسوں کی روایات کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ نراکار کے پجاری بھگت کبیر رام شبد کی گیان درشٹی سے ویاکھیا کرتے ہوئے بھی دشرتھ نندن کو نہیں بھول پائے۔ اس زمانہ میں تو لوگ ساذھارن باتوں کو بھی الجھانے کے عادی ہو گئے ہیں۔ لیکن اب سے سو پچاس برس پہلے جب ہندو مسلمان ایک دوسرے کو نفرت نہیں کرتے تھے یوں کہتے سُنے جاتے تھے کہ رام اور رحیم دو بھائی ہیں اور ان میں کوئی بھید بھاؤ نہیں ہے۔ ہندو شاستر اور دھرم گرنتھ چوبیس اوتاروں کا ورنن کرتے ہیں اور ان میں سے بھی خاص طور پر دس اوتاروں کی مہمان گائی گئی ہے۔ مگر سوبھاؤ کے ہی ہر آدمی جو آستک ہے دکھ سکھ میں رام کا نام لئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ رام نام کی مہما اپار ہے۔ بھگوان رام کا اوتار مریادہ پرشوتم کے روپ میں مانا گیا ہے۔ اور فی الواقع انہوں نے یہ دکھا دیا کہ ماتا اور پتا کی بھگتی کے لئے آدرش پُتر کے کیا فرائض ہیں۔ کل گورو اور ودیا گورو کی کسطرح سے مان مریادا اور پوجا پرتشٹھا ہونی چاہیے۔ اسکے سوائے وہ ایک آدرش

بھائی، ہتر، ایک ناری برت پتی، بے مثال راجہ اور گن دان تھے۔ اپنی بات کے ایسے دھنی کہ ؎

رگھو کُل ریت یہی چلی آئی پران جائیں پر بچن نہ جائی۔ مہاراج دشرتھ جی نے اپنی زبان سے ان کو بن جانے کی آگیا نہیں دی مگر انہوں نے کیکئی ماتا سے ہی یہ سنکر کہ مہاراج نے انکو یوراج پد تیاگ کر بن جانے کا حکم دیا ہے۔ سب کچھ تیاگ کر بن کا راستہ اختیار کر لیا۔ اگر وہ چاہتے تو ساری پرجا ان کا ساتھ دینے کو تیار تھی۔ لیکن راج کا لوبھ نہ کرتے ہوئے اُنہوں نے اپنے دھرم کی پالنا کو مقدم اور بالاتر خیال کیا۔ الغرض اُنکے گُن اور مہما کو نہ تو کوئی پُورے طور پر سمجھ سکتا ہے اور نہ ہی پار پا سکتا ہے وہ پرم دیالو، پرم پریمی، پرم سوہرد، پرم سنجمی، پرم کلیان آشرے، مہا ویر ویروان اور مہان بدھی مان تھے۔ وہ پُرش اس سنسار میں دھن ہیں۔ جو ساکشات پُورن برہم پرمیشور مریادہ پرشوتم رام چندر جی مہاراج کے نام رُوپ، گُن چرتر، پربھاو، تتو اور رہسیہ کو سمجھ سمجھکر پریم اور آنند میں تن مئے ہوکر سنسار میں رہتے ہوئے اِن کا انوکرن کرتے ہیں۔ ایسے پرشوں کے جہاں جہاں چرن ٹکتے ہیں۔ وہ دیش اور استھان تیرتھ بن جاتے ہیں۔ اور وہاں پریم آنند اور شانتی کے سروت بہنے لگتے ہیں۔ وُہ کُل دھنیہ ہے اور سارے جگت کیلئے قابل پرستش اور پرم پوتر ہے۔ جہاں ایسے بھگوت پرائن پُرش رتن پیدا ہوتے ہیں۔ اسی بات کو ورنن کرتے ہوئے شو جی مہاراج بھگوتی اُما جی سے یُوں فرماتے ہیں۔ ؎

سو کُل دھن اُما سُنو جگت پُوجیہ سو پنیت ؛ شری رگھو بیر پرائن جیہیں نر اُپج پنیت

پرمانند کی پراپتی (اُردو) مصنفہ پنڈت حویلی رام جی قیمت صرف 75 پیسے۔ رسالہ اوم دہلی سے حاصل کریں۔

آ رام آ

از قلم پنڈت سیتم لال جی عارف بیر

موہنی مورت رام کی آنکھوں میں میرے بس گئی ۔۔۔ آج یہ کس نے کہا۔ آ۔ رام آ۔ آ۔ رام۔ آ
بے خودی سے اب خبر خود کی مجھے رہتی نہیں ۔۔۔ جب کہیں سُن توں صدا۔ آ۔ رام۔ آ۔ رام۔ آ
بھگت اپنے کو سدا دیتے ہیں درشن رام جی ۔۔۔ دل سے جب نکلے دعا۔ آ۔ رام۔ آ۔ رام۔ آ
کس طرح آرام ہو جب پاپ ہو دل میں بھرا ۔۔۔ اور لب ہو کہہ رہا۔ آ۔ رام۔ آ۔ آ۔ رام۔ آ
جو بھی کچھ ہے پاس میرے واری تجھ پر رام جی ۔۔۔ جان بھی تجھ پر فدا۔ آ۔ رام۔ آ۔ آ۔ رام۔ آ
اَب تو آ کر رام جی آرام مجھ کو دیجئے ۔۔۔ کب سے ہوں میں کہہ رہا۔ آ۔ رام۔ آ۔ آ۔ رام۔ آ
زندگی اور موت کیوں دیتا ہے مجھکو بار بار ۔۔۔ راز اتنا تو بتا۔ آ۔ رام۔ آ۔ آ۔ رام۔ آ
تیرے ملنے کی ہی اک اُمید پر ہوں جی رہا ۔۔۔ اور مت مجھ کو ستا۔ آ۔ رام۔ آ۔ آ۔ رام۔ آ
مجھکو اب دُنیا کی چیزوں سے کوئی رغبت نہیں ۔۔۔ پھر دعا ہے بارہا۔ آ۔ رام۔ آ۔ آ۔ رام۔ آ
رام کو بھی ایک دن تم رام کر لو گے ضرور ۔۔۔ دل کہے گا گر سدا۔ آ۔ رام۔ آ۔ آ۔ رام۔ آ

رام کو پانے کی عارف گر تمنّا ہے تجھے
دل میں کہتا رہ سدا۔ آ۔ رام۔ آ۔ آ۔ رام۔ آ

بالمیکی رامائن کا ایک ورق

ایڈیٹر

اوم

شنکا سمادھان

اوم

(رام بالی سنواد)

شنکا۔ بھگوان رام مریادہ پرشوتم تھے۔ انہوں نے بالی کو چھپ کر تیر کیوں مارا؟ رام سرنداس نئی دہلی

سمادھان۔ اس پرشن کے اُتر میں بالمیکی رامائن (سنسکرت سے ہندی انوواد۔ از گیتا پریس گورکھپور صفحہ ۶۲۴ کو پڑھنے سے تمام شکوک رفع ہو سکتے ہیں۔

بالی کو جب بھگوان رام نے بان مارا اور وہ اچیت ہو کر زمین پر گر پڑا۔ پھر رام اور لکشمن دونوں اُسکے سمیپ گئے دونوں بھائیوں کو دیکھکر بالی نے رام کو مخاطب ہو کر کہا =

ہے رگھونندن! آپ دھرماتما راجہ دشرتھ کے پُتر ہیں۔ آپ کا درشن سب کو پیارا ہے۔ میں آپ سے یدھ کرنے نہیں آیا تھا۔ میں تو دوسرے کے ساتھ یدھ میں اُلجھا ہوا تھا۔ اُس دشا میں آپ نے میرا ودھ کر کے بدنامی حاصل کی۔ میں نے تو آپکی یہ تعریف سُنی تھی کہ آپ کلین ستوگن سمپن۔ تیجسوی۔ کرونا کے ساگر۔ پربل کے ہتیشی۔ دیالو ہیں۔ پرنتو آج مجھے معلوم ہوا کہ آپ دکھاوے کیلئے دھرم کا چولا پہنے ہوئے ہیں۔ آپ ڈھونگی ہیں۔ اندر سے کچھ ہیں۔ باہر سے کچھ ہیں۔ آپ نے مجھ نر اپرادھ کو مار کر پاپ کیا ہے۔ میں سدا مول پھل وغیرہ کا آہار کرنے والا وانر جاتی سے ہوں۔ آپ ایک مہان راجہ کے پُتر ہیں۔ میرا آپ کا کوئی ویر نہیں تھا۔ پھر آپ نے خواہ مخواہ مجھے مارا۔ اور کرودھ کرم کیا۔

شری رام بولے:- اے وانرراج! تم دھرم کے صحیح روپ کو نہیں جانتے۔ یہ ساری پرتھوی۔ بن پربت وغیرہ اِکشواکو ونشی راجاؤں کی ہے۔ اِس لئے وہ یہاں کے پشو پکشی اور منشوں پر دیا کرنے اور انہیں دنڈ دینے کے بھی ادھیکاری ہیں۔ دھرماتما راجہ بھرت اِس پرتھوی کا پالن کرتے ہیں۔ وہ ستیہ وادی۔ سرل نیز دھرم۔ ارتھ اور کام کے تتّو کو جاننے والے ہیں۔ وہ دُشٹوں کا نگرہ اور سادھو پرشوں کے پرتی انوگرہ کرنے میں تتپر رہتے ہیں۔ جنہیں نیتی۔ ونے۔ ستیہ اور پراکرم آدی سبھی راجاؤں کے گُن ہوں۔ وہی دیش کال تتّو کو جاننے والا راجہ ہوتا ہے۔ بھرت میں یہ سبھی گُن ودّیمان ہیں۔ بھرت کی اور سے ہمیں تھا دوسرے راجاؤں کو یہ آدیش پراپت ہے۔ کہ جگت میں دھرم کے پالن اور پرسار کیلئے یتن کیا جائے۔ اِس لئے ہم لوگ دھرم کا پرچار کرنے کیلئے ساری پرتھوی پر وچرتے ہیں۔ ہم سب لوگ اپنے سریشٹھ دھرم میں دڑھتا پوروک استھت رہکر بھرت کی آگیا کو سامنے رکھتے ہوئے دھرم مارگ سے بھرشٹ پرشوں کو ودھی پوروک دنڈ دیتے ہیں۔

تم نے اپنے جیون میں "کام" کو ہی پردھانتا دے رکھی تھی۔ دھرم مارگ پر تم کبھی استھر نہیں رہے۔ تم سناتن ویدک دھرم کا تیاگ کر کے اپنے چھوٹے بھائی کی استری کیساتھ سہواس کرتے ہو۔ اس مہا منا سُگریو کے جیتے جی اسکی پتنی رُما کا۔ جو تمہاری پتر ودھو کے سمان ہے۔ کام وش ہو کر بھوگ کرتے ہو۔ اسلئے مہان پاپی ہو۔ تم دھرم سے بھرشٹ ہو کر من مکھ

ہو گئے ہو۔ اسی لئے تمہیں یہ ڈنڈ دیا گیا ہے۔ جو لوگ آچار سے بھرشٹ ہو کر لوک ورُدھ آچرن کرتا ہے۔ اُسے روکنے یا راہ راست پر لانے کے لئے میں ڈنڈ (سزا) کے سوائے اور کوئی اُپائے نہیں دیکھتا۔ میں اُتم کھشتری کُل میں پیدا ہوا ہوں۔ اسلئے میں تمہارے پاپ کو کھما نہیں کر سکتا۔ جو پُرش اپنی کنیا، بہن اور چھوٹے بھائی کی استری کے پاس کام بدھی سے جاتا ہے۔ اُس کا بدھ کرنا (مارنا) ہی اُسکے لئے صحیح سزا ہے۔ ہمارے راجہ بھرت ہیں۔ ہم لوگ تو کیول اُنکے آدیش کا پالن کرنے والے ہیں۔ تم دھرم سے گر گئے ہو۔ اسلئے تمہیں ڈنڈ دینا ضروری ہے۔ سُگریو کے ساتھ میری مِترتا ہو چکی ہے۔ اُنکے پرتی میرا وہی بھاؤ ہے۔ جو لکشمن کے پرتی ہے۔ دھرم پر درشٹی رکھنے والے منش کے لئے مِتر کا اُپکار کرنا دھرم ہی مانا گیا ہے۔ اسلئے تمہیں جو یہ ڈنڈ دیا گیا ہے۔ وہ دھرم کے انوکول ہی ہے۔ اگر راجہ ڈنڈ دینے میں پرماد کر جائیں تو اُنہیں دُوسروں کے کئے ہوئے پاپ بھی بھوگنے پڑتے ہیں۔ دُشٹوں کا مارنا راجہ کا دھرم ہے۔ جیسے آکھیٹک جیو (شیر، چیتا، وغیرہ) کو چھپ کر مارنے میں بھی کوئی دوش نہیں۔ اسی طرح تمہیں چھپ کر مارنے میں کوئی دوش نہیں۔ تمہیں مار کر ہم نے تمہارے پاپوں کا ناش کیا ہے۔ بڑی پاپ کر کے منش اپنی غلطی کو مان کر راجہ کے پاس خود ہی چلا جاوے! اور سزا کے لئے درخواست کرے۔ اور راجہ اُسکو ڈنڈ دیدیوے یا کھما کر دیوے۔ اس سے پاپی پُرش کا پرائشچت ہو جاتا ہے۔ اور وہ نرک میں نہیں جاتا۔ اب تم اس دیہہ کو چھوڑ کر پاپ کو بھوگنے کے لئے نرک میں نہیں جاؤ گے۔ بلکہ سورگ لوک کو جاؤ گے۔

ایسا سُنکر بالی نے ہاتھ جوڑ کر کھما مانگی۔ اور اُس کے پران پکھیرو اُڑ گئے۔ اور وہ سورگ کو چلا گیا۔

نوٹ: ہم نے اپنے دھرم گرنتھوں کو پڑھنا اور سُننا تو درکنار دیکھنا بھی چھوڑ دیا ہے۔ مکار دشمن انگریز اور اب اُنکے چیلوں نے مغربی تہذیب اور مغربی تعلیم کا پرچار کر کے ہمیں اندھا اور بہرہ کر دیا ہے۔ ہم نے دھرم شاستر کی ودیا کا سروتھا تیاگ کر دیا ہے۔ اور اندھے ہو کر نئے نئے متوں اور پنتھوں میں پرویش کر کے دھکے کھا رہے ہیں۔

अनेक संशयोच्छेदि परोक्षार्थस्य दर्शकम् ।
सर्वस्य लोचनं शास्त्रं यस्य नास्त्यन्ध एव सः ॥

سب پرکار کے سنشیوں کو دُور کرنے والا نیز پروکش (گپت) وستوؤں کو بھی پرتیکھش کرانے والا شاستر ہی سب کا نیتر (آنکھ) ہے۔ جس کے پاس شاستر رُوپی آنکھ نہیں۔ وہ منش اندھے کے سمان ہے۔

اسی اصول کے مطابق مہرشی منوجی مہاراج نے منوسمرتی میں لکھا ہے کہ راجہ اسی کو بنانا چاہیئے۔ جو ودوان ہو۔ تمام دھرم شاستروں کا جاننے والا۔ من اور اندریوں پر دمن کرنے والا ہو۔ جو راجہ ویدادی شاستروں کے خلاف چلنے لگ جائے۔ اور جس میں آٹھ عیوب آ جائیں اُسکو راج گدی سے فوراً اُتار دینا چاہیئے۔ (۱) شکار کھیلنا (۲) قمار بازی یعنی جوآ۔ (۳) دن کو سونا۔ (۴) عشقیہ گفتگو۔ (۵) عورتوں کی قربت۔ (۶) منشی اشیا یعنی شراب، بھنگ، افیون، گانجا، چرس وغیرہ (۷ تا ۹) گانا بجانا۔ رقص کرنا کرانا۔ ان کا سُننا اور دیکھنا۔ (۱۰) آوارہ گردی۔ منوسمرتی۔ ۷۔۴۷۔۶۔۷

جو راجہ عدل کا استعمال مناسب طور پر نہیں کرتا۔ جو خواہشات نفسانی کا غلام، حاسد، خسیس، کم عقل ہو۔ وہ خود بھی تباہ ہو جاتا ہے اور سلطنت کو بھی تباہ کر دیتا ہے۔ ویدوں سے نا آشنا۔ جہالت مجسم۔ بے وقوف لوگ جسے قانون کہیں۔ اسے کبھی قابل تسلیم نہیں سمجھنا چاہیئے ایسا قانون سینکڑوں قسم کا گناہ بن کر دیش اور دھرم کو تباہ کر دیتا ہے۔ مطلب یہ کہ اسمبلی میں وہی لوگ بھیجے جاویں جنکو شاستروں کا علم ہو۔ جو عالم بھی ہوں اور عاقل بھی اور جتیندریہ ہوں۔ کاش! کہ ووٹ دیتے وقت ہم لوگ مہرشی منوجی کی آگیا کا پالن کریں اور اپنے دیش کی سنسکرتی اور ویدک دھرم کی رکشا کا پرن لیں۔ منوسمرتی ۱۲ تا ۱۰۰۔ ۱۱۰ تا ۱۱۵

اوم

اوم

رام چاہیئے

(کوی لوکناتھ دل نئی دہلی)

رگھوکل نائیک سا پھر دیش کو رام چاہیئے
تیاگی تیجسوی اُناہت دھام چاہیئے

جو اپنے چرتر کے کارن ہو جگ وندن
جس کو ٹروں کی آ گیا ہو للاٹ کا چندن

راجہ بن کر بھی جو پرجا پہ ہو بلہار
گنتی جنوں کا کرتا ہو سا ورستکار

جس میں ہو دیا دھیوں پہ چھانے کی کھشما
جس میں ہو مرتیو سے ٹکرانے کی کھشما

تپ کا جس کے مکھ منڈل پر جگے پرکاش
تیاگ سے کر سکتا ہو راج کے موہ کا ناش

جو اپنائے سیتا سی ستونتی ناری
جس کے سامنے لنکیشور بھی بنے بھکاری

ہنومان سے سورن کی لنکا جو جلوائے
مہا کال کے سامنے جو ہنس کر ڈٹ جائے

پرم پنیت۔ پرم پاون جس کا ہو چرتر
جو جگتی تل پر گنگا کی سا ہو پوتر

جن جن جس کا نام اور گن گاتھا گائے
جو اپنے آلوک سے۔ لوک پر چھا جائے

ہو رشیوں کے کاج سنوارنے کو تیار
ابلا کے ہت دھنش دھارنے کو تیار

تیاگی۔ تیجسوی۔ اناہت بل دھام چاہیئے
رگھوکل نائیک سا پھر دیش کو رام چاہیئے

رامائن کی کچھ شنکاؤں کا جواب

(مہاتما گاندھی جی کے قلم سے)

کئی دوست مجھ سے پوچھتے ہیں کہ آپ رامائن کو سروُاُتم گرنتھ مانتے ہیں۔ مگر سمجھ میں نہیں آتا کیوں! دیکھئے تلسی داس جی نے استری جاتی کی کتنی نندا کی ہے۔ بالی بدھ کا کیسا سمرتھن کیا ہے۔ وبھیشن کے دیش دروہ کی کس قدر تعریف کی ہے بھگوان راگھو انیائے کرنیوالے رام کو اوتار بنایا ہے۔ ایسے گرنتھ میں آپ کون سی سُندرتا دیکھ پاتے ہیں؟ تلسی داس جی کے کاویہ چاتریہ کے لئے تو شاید آپ رامائن کو سروُ اُتم گرنتھ نہیں سمجھتے ہوں گے۔ اگر ایسا ہی ہے تو کہنا پڑے گا کہ آپ کو کاویہ پریکھشا کا کوئی ادھیکار ہی نہیں؟"

مندرجہ بالا سب سوال ایک دوست کے نہیں ہیں۔ بلکہ کئی دوستوں نے وقت وقت پر جو مجھے کہا ہے اور لکھا ہے اُس کا سار ہے۔ اگر ایسی ایک ایک ٹیکا کو لے کر دیکھیں تو ساری کی ساری رامائن دوش میہ سدّھ کی جا سکتی ہے یہ نہیں ہے کہ اس طرح ہر ایک گرنتھ اور ہر ایک انسان دوش میہ ثابت کیا جا سکتا ہے۔ ایک چترکار نے اپنے ٹیکا کاروں کو جواب دینے کے لئے اپنے چتر کو نمائش میں رکھا اور نیچے اس طرح لکھا کہ اس چتر میں جس کو جس جگہ دوش معلوم ہو وہ اس جگہ اپنی قلم سے نشان کر دے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ چتر کے ہر حصہ میں نشان ہی نشان دیئے گئے۔ مگر اصلیت یہ تھی کہ چتر نہایت ہی اعلیٰ قسم کی چترکاری کا نمونہ تھا۔ ٹیکا کاروں نے تو وید، بائیبل اور قرآن میں بھی بہتیرے دوش بتلائے ہیں مگر ان گرنتھوں کے بھگت ان میں دوشوں کا انوبھو نہیں کرتے۔ ہر ایک گرنتھ کی پریکشا اُس گرنتھ کے رسیوں کو دیکھ کر ہی کی جانی چاہیئے۔ یہ اصلی پریکشا ہے۔ اکثر پاٹھکوں پر اس گرنتھ کے پاٹھ کا کیا اثر ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر ہی کسی گرنتھ پر کوئی فیصلہ دیا جانا چاہیئے۔ کسی بھی ساہتیہ دشٹی سے کیوں نہ دیکھا جائے رامائن کی سریشٹھتا ہی سدّھ ہوتی ہے۔ گرنتھ کو سروُ اُتم کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں ایک بھی دوش نہیں ہے۔ بلکہ رام چرتر مانس کے لئے یہ دعویٰ ضرور ہے۔ کہ اس سے لاکھوں منشوں کو شانتی ملی ہے۔ جو لوگ ایشور کو نہ ماننے والے تھے وہ ایشور کو ماننے لگے ہیں۔ اور آج بھی ایسا ہی ہو رہا ہے۔ مانس کا ہر ایک صفحہ بھگتی سے بھرا ہوا ہے۔ مانس گیان کا بھنڈار ہے۔

یہ بات ٹھیک ہے کہ پاپی اپنے پاپ کا سمرتھن کرنے کے لئے رام چرتر مانس کا سہارا لیتے ہیں۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہو سکتا کہ وہ لوگ رامائن میں سے اکیلے پاپ کا ہی پاٹھ سیکھتے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ تلسی داس جی نے عورتوں پر بغیر خواہش کے انیائے کیا ہے۔ اس میں اور ایسی ہی باقی باتوں میں تلسی داس جی سے اپنے زمانہ کے پرچلت ماننتاؤں سے پرے نہیں جا سکتے تھے۔ مطلب یہ کہ تلسی داس جی سدھارک نہیں بھگت شرومنی تھے۔ اس میں ہم تلسی داس جی کے دوشوں کا نہیں۔ اگرچہ اُن کے زمانے کے دوشوں کا درشن ضرور کرتے ہیں"

ایسی حالت میں سُدھارک کیا کریں۔ کیا ہم کو تلسی جی سے کچھ مدد نہیں مل سکتی۔ ضرور مل سکتی ہے۔ رام چرت مانس میں عورتوں کی کافی نندا ملتی ہے۔ مگر اُس گرنتھ کے ذریعے سیتا جی کے پُنیت چرتر کا بھی ہمیں پریچے ملتا ہے۔ بغیر سیتا کے رام کیسے۔ رام کا لیش سیتا جی پر نربھر ہے۔ سیتا جی کا رام جی پر نہیں۔ کوشلیا، سمترا وغیرہ بھی مانس کے پوجنیہ پاتر ہیں۔ شبری اور اہلیا کی بھگتی آج بھی تعریف کے قابل ہے۔ راون راکشش تھا۔ مگر مندودری ستی تھی۔ ایسی کئی مثالیں اس میں سے مل سکتی ہیں۔ میرے وچار میں ان سب مثالوں سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ تُلسی داس جی نے گیان پوروک استری جاتی کی نندا نہیں کی۔ گیان پوروک تو وہ استری جاتی کے پجاری تھے۔ یہ تو استریوں کی بات ہوئی۔ مگر بالی بدھ میں بھی دو باتوں کی گنجائش ہے۔ وبھیکشن میں تو میں کوئی دوش نہیں پاتا ہوں۔ وبھیکشن نے اپنے بھائی کے ساتھ ستیہ گرہ کیا تھا۔ وبھیکشن کی مثال ہمیں یہ سکھلاتی ہے۔ کہ اپنے دیش یا اپنے شاسک کے دوشوں کے پرتی ہمدردی رکھنا یا چھپانا دیش بھگتی کے نام کو لجاتا ہے اس کے برعکس دیش کے دوشوں کا ورودھ کرنا سچی دیش بھگتی ہے۔ وبھیکشن نے رام جی کی مدد کر کے دیش کا بھلا ہی کیا تھا۔ سیتا جی کے حق میں رام چندر کے برتاؤ میں بے رحمی نہیں تھی۔ بلکہ راجیہ دھرم اور پتی پریم کا سمبندھ تھا۔ جس کے دل میں اس سمبندھ کی شنکائیں شُدھ بھاؤ سے اُٹھیں۔ انہیں میری صلاح کی یا میرے یا کسی اور کے ارتھ کو سویکار نہ کریں۔ جس وشے پر ہر دیہ شنک میں ہو اسے چھوڑ دیں۔ ستیہ اہنسا وغیرہ کی ورودھ کسی چیز کو سویکار نہ کریں۔ رام چندر نے چھل کیا تھا۔ اس لئے ہم بھی چھل کریں۔ یہ سوچنا بیوقوفی ہے۔ یہ وشواس رکھکر کہ رام جی کبھی چھل کر ہی نہیں سکتے۔ ہم پورن پُرش کا ہی دھیان کریں اور پورن گرنتھ کا ہی پٹھن پاٹھن کریں۔ ہنس کی طرح آپ ہر گرنتھ سے دودھ ہی حاصل کریں پانی نہیں۔

(نوجیون سے)

صحیح تشخیص، باقاعدہ علاج عمدہ دوائیں

کے

حب خاص الخاص

پٹھوں کی کمزوری، رعشہ اور بلغم کی زیادتی کیلئے

قیمت دس گولی تین روپے

دانش

نزلہ۔ زکام اور دماغی نقاوٹ کے لئے

قیمت ایک شیشی چار روپے

لئے

گاندھی دواخانہ 152 ڈی کملانگر دہلی۔ فون نمبر 229929

اوم اوم

رام نام کی مہما (گوربانی سے)

آسا محلہ ۴

چھمے چھم برسے امرت دھارا رام
گورمکھے گورمکھ ندری رام پیارا رام
رام نام پیارا جگت نستارا رام نام وڈیائی
کلجگ رام نام بوہتھا گورمکھ پار لنگھائی
ہلت پلت رام نام سہیلے گورمکھ کرنی ساری
نانک دات دیا کر دیوے رام نام نستاری

جن کی ٹیک رکھے رام ناماں پرہلاد اُدھار ترائے
رامو رام رمو رم اوچیا گن کہنتیاں انت نہ پایا
نانک رام نام سن بھینے رامے نام سمایا

محلہ ۵۔

رام رام سنگ کر بیوہار ۔ رام رام پران آدھار
رام رام رام کیرتن گائی ۔ رمت رام سب رہیا سمائی
سنت جناں مل بولو رام ۔ سب تے نرمل پورن کام
رام رام دھن سنچ بھنڈار ۔ رام رام رام کر آہار
رام رام وسر نہیں جائی ۔ کر کرپا گور دیا بتائی
رام رام رام سدا سہائی ۔ رام رام رام لو لائی
رام رام جپ نرمل بھئے ۔ جنم جنم کے کلمل دھوئے گئے
رمت رام جنم مرن نوارے ۔ اُچرت رام بھیئے پار اُتارے
سب تے اُوچ رام پرگاس ۔ نس باسر جپ نانک داس

نوٹ :۔ مغرب زدہ لوگوں کے غلط پرچار سے تمام ہندو جاتی نے۔ رام۔ رام یا جے رام جی کی۔ کہنا چھوڑ دیا ہے۔ گورو مہاراج فرماتے ہیں۔ کہ ہمیشہ رام نام کا جاپ کیا کرو۔ اور جب آپس میں ملو۔ تو رام رام۔ یا جے رام جی کی۔ کہا کرو۔ اس سے جہاں تمہاری جیبھا پوتر ہوگی۔ وہاں بھگوان رام کی کرپا کے تم پاتر بنو گے۔ تمہاری قوم میں سنگٹھن ہوگا۔ تم میں شکتی آئیگی۔ پھر دُشٹ اور مکار دشمن (پشچمی سبھیتا کے انویائی) تمہارے دھرم اور تمہاری قوم کو نشٹ نہ کر سکیں گے۔ ،، ایڈیٹر۔ ،،

ادہم قسط پنجم — بن پرب — گزشتہ سے پیوستہ
دمینتی کا راجہ نل کو پہچان لینا، راج پراپتی اور کتھا کی سماپتی

ویشمپاین جی کہتے ہیں۔ دھرم راج! وِدربھ نریش بھیمک نے ایودھیا نریش رتو پرن کا خوب سواگت کیا۔ اُس کو اچھے استھان پر ٹھہرایا گیا۔ رتو پرن کو کنڈن پور میں سوئمبر کی کوئی نشانی دکھائی نہ دی۔ بھیمک کو اس بات کا بالکل پتہ نہ تھا کہ راجہ رتو پرن میری پتری کے سوئمبر کے بلاوے پر یہاں آئے ہیں۔ انہوں نے کشل منگل پوچھنے کے بعد پوچھا۔ آپ یہاں کس اُدیش سے پدھارے ہیں؟ رتو پرن نے جب سوئمبر کا کچھ ساز و سامان نہ دیکھا تب راجہ بھیمک کی بات ٹالنے کے لئے یوں ہی کہہ دیا۔ کہ آپکو پرنام کرنے آیا ہوں۔ راجہ بھیمک نے سوچا۔ کہ اتنی دور پرنام کرنے کون آئیگا۔ ان کا مطلب کچھ اور ہوگا۔ یہ خود ہی بتلا دینگے۔ اسلئے انہوں نے بھی اصرار نہ کیا۔ باہک وارشنئے کیساتھ گھوڑ شالا میں ٹھہر کر گھوڑوں کی سیوا میں لگ گیا۔

دمینتی ویاکل ہو کر سوچنے لگی۔ کہ رتھ کی گڑگڑاہٹ میرے پتی دیو کے رتھ کے سمان ہی جان پڑتی ہے۔ لیکن اُنکے کہیں درشن نہیں ہو رہے۔ شاید وارشنئے نے اُن سے رتھ ودیا سیکھ لی ہو۔ اسی کارن رتھ اُنکا معلوم پڑتا ہو۔ ممکن ہے رتو پرن ہی ویسی ودیا جانتے ہوں۔ اُس نے اپنی داسی کو بلا کر کہا کہ تم گھوڑ شالہ میں جا کر پتہ لگاؤ کہ وارشنئے کا ساتھی دوسرا کبڑا سا پرش کون ہے؟ ممکن ہے یہ میرے پتی دیو ہی ہوں۔ جو کسی کارن وش ہی کروپ ہو گئے ہوں۔ میں نے برہمنوں کو جو بات کہنے کے لئے بتلائی تھی۔ وہی بات تم اُس کے پاس جا کر کہنا۔ اور اُس کا اُتر سُن کر مجھ سے کہنا۔ داسی نے جا کر باہک سے بات چیت کی۔ باہک نے راجہ کے آنے کا کارن بتلایا اور مختصر طور پر اپنی رتھ ہانکنے کی ودیا اور رسوئی بنانے کا بھی حال کہا۔ داسی نے پوچھا۔ "باہک کیا تم جانتے ہو کہ راجہ نل ان دنوں کہاں ہیں"؟ باہک نے کہا۔ "اس سمے راجہ نل کا روپ بدل گیا ہے۔ وہ چھپ کر رہتے ہیں۔ وہ یا تو خود اپنے آپ کو پہچانتے ہیں۔ یا اُنکی پتنی دمینتی۔ کیونکہ وہ اپنی گپت نشانی دوسروں کے سامنے پرگٹ نہیں کرنا چاہتے۔ راجہ نل مصیبت میں پھنس گئے تھے۔ اسلئے انہوں نے اپنی پتنی کا تیاگ کر دیا تھا۔ دمینتی کو اپنے پتی پر کرودھ نہیں کرنا چاہیئے۔ جس سمے وہ بھوجن کی چنتا میں تھے۔ پنچھی اُنکی چادر لے کر اُڑ گئے۔ اُن کا ہردہ دکھ کے مارے جل رہا تھا۔ یہ ٹھیک ہے کہ انہوں نے اپنی پتنی کے ساتھ مناسب سلوک نہیں کیا۔ پھر بھی دمینتی کو اُنکی مجبوری کا خیال کرتے ہوئے کرودھ نہیں کرنا چاہیئے۔" یہ کہتے ہوئے اُنکی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ داسی نے سب بات چیت دمینتی کو بتلا دی۔

دمینتی نے پھر کہا۔ کہ داسی! ایک بار تو پھر جا۔ اور اس کی ساری چیشٹاؤں کی طرف غور سے دیکھتی رہ۔ وہ آگ مانگیں تو مت دینا۔ جل مانگیں تو دیر کر دینا۔ اُن کا ایک ایک چرتر آکر مجھے بتلانا۔" داسی پھر باہک (نل) کے پاس گئی۔ اور نل کے سارے چرتروں کو دیکھ کر آکر دمینتی سے کہا۔ "راجکماری! باہک اگنی پکڑ لینے پر بھی جلتا نہیں۔ پانی اس کی مرضی مطابق بہتا ہے۔ وہ جب اپنے ہاتھوں سے پھولوں کو مسلتا ہے۔ تو پھول مرجھاتے نہیں۔ بلکہ کھل کر خوشبو دینے لگتے ہیں۔ میں اُنکے چرتر د

کو دیکھ کر حیران رہ گئی ہوں۔ ایسا پُرش میں نے تو آج تک نہیں دیکھا۔" دمینتی نے ساری باتیں سُن کر اور اُن پر وچار کر کے نشچے کر لیا کہ یہ باہُک ہی راجہ نل ہے۔ اُس نے داسی کے ساتھ دونوں بچّوں کو بھیج دیا۔ باہُک اندرسین اور اندرسینا کو دیکھ کر اُن کے پاس آ گیا اور دونوں بالکوں کو چھاتی سے لگا کر گود میں بٹھا لیا۔ اور زار و زار رونے لگا۔ اُس کے مکھ پر پتا کے سمان سنیہہ بھاو پرگٹ ہونے لگا۔ آخر باہُک نے دونوں بچّوں کو داسی کے حوالے کرتے ہوئے کہا۔ کہ یہ دونوں بچّے میرے بچّوں کے سمان ہیں۔ اس لئے میں انہیں دیکھ کر رو رہا ہوں۔ داسی تم بار بار میرے پاس نہ آؤ۔ نہ معلوم تمہارے بار بار آنے کا کیا مطلب سمجھیں۔ تم جاؤ! داسی نے دمینتی کے پاس سارا سماچار کہہ سُنایا۔

دمینتی نے اپنی ماتا سے صلاح کر کے پتا کی آگیا لے کر باہُک کو خود پریکشا کرنے کے لئے محلوں میں بُلا لیا۔ دمینتی کو دیکھتے ہی نل کا ہردیہ شوک اور دُکھ سے بھر آیا۔ اور ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے۔ دمینتی نے کہا۔ "باہُک پہلے ایک دھرماتما پُرش اپنی دھرماتما پتنی کو بن میں سوتی چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ کیا کہیں تم نے اُسے دیکھا ہے؟ اس سمے وہ استری تھکی ماندی تھی۔ سوئی پڑی تھی۔ ایسی نردوش استری کو پتھر دل نشدھ نریش کے سوا کون اکیلی چھوڑ سکتا تھا؟ میں نے جیون بھر اُن کا کوئی اپرادھ نہیں کیا ہے۔ پھر بھی وہ مجھے بن میں سوتی ہوئی اکیلی چھوڑ کر چلے گئے۔" اتنا کہہ کر دمینتی کا گلا بھر آیا۔ اور زار و زار رونے لگی۔ دمینتی کو روتی دیکھ کر نل سے نہ رہا گیا۔ وہ کہنے لگے۔ "پیاری! میں نے جان بوجھ کر نہ تو راج کا ناش کیا ہے۔ اور نہ تمہیں تیاگا ہے۔ وہ تو کلجُگ کی کرتوت تھی۔ میں جانتا ہوں کہ جب سے تم مجھ سے جُدا ہوئی ہو۔ رات دن میرا چنتن ہی کرتی رہتی ہو۔ کلجُگ میرے شریر میں تمہارے شاپ کے کارن جلتا رہتا تھا۔ میں نے بڑی کٹھن تپسیا سے کلجُگ پر وجے پائی ہے۔ اب ہمارے دُکھوں کی آخیر آ گئی ہے۔ کلجُگ اب مجھے چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ میں یہاں تمہارے ملنے کے لئے آیا ہوں۔ یہ تو بتاؤ کہ تم ستی شرومنی ہو کر کس طرح مجھ جیسے پریمی پتی کو چھوڑ کر دوسرے پتی سے بیاہ کرنے کے لئے تیار ہوئی ہو؟ تمہارے سوئمبر کی خبر سُنتے ہی تو راجہ رتوپرن اتنی جلدی کے ساتھ یہاں آئے ہیں۔" دمینتی یہ سُن کر بھے کے مارے تھر تھر کانپنے لگی۔ اور ہاتھ جوڑ کر بولی: "پران ناتھ! مجھ پر دوش نہ لگاؤ۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ میں نے اپنے سامنے پرگٹ دیوتاؤں کو چھوڑ کر آپ کو پتی سویکار کیا تھا۔ میں نے آپکو ڈھونڈنے کے لئے بہت سے برہمنوں کو بھیجا تھا۔ اور وہ میری کہی ہوئی بات کو چاروں طرف پکارتے گھوم رہے تھے۔ پرناد نامی ایک برہمن ایودھیا پُری میں آپ کے پاس پہنچا تھا۔ اُس نے آپکو میری باتیں سُنائی تھیں۔ اور آپ نے اُن کا اُتر دیا تھا۔ وہ سماچار سُن کر میں نے سوئمبر کا وچار کر کے آپ کو یہاں بُلانے کے لئے چال چلی تھی۔ میں جانتی تھی کہ آپ کے بغیر اور دوسرا کوئی پُرش نہیں ہے جو ایک دن میں گھوڑوں کے رتھ سے سو یوجن پہنچ جائے۔ میں آپ کے چرنوں کی قسم کھا کر بالکل سچ کہتی ہوں کہ میں نے کبھی من سے بھی کبھی دوسرے پُرش کا چنتن نہیں کیا۔ اگر کبھی میں نے من سے بھی پاپ کرم کیا ہو تو وایو دیو۔ بھگوان سوریہ اور من کے دیوتا چندرما میرے پرانوں کو ناش کر دیں۔ یہ تینوں دیوتا سب کے ہردے کے ساکشی ہیں۔ وہ سچّی بات بتلا دیں اور اگر میں جھوٹی ہوں تو مجھے تیاگ دیں۔" اسی وقت آکاش میں ستھت ہو کر وایو دیو نے کہا: "راجن! میں سچ کہتا ہوں۔ کہ دمینتی نردوش ہے۔ اُس نے اپنے ستی دھرم کا

پورا پورا پالن کیا ہے۔ ہم لوگ اُس کی پوترتا کے ساکھشی ہیں۔ اُس نے سوئمبر کی سُوچنا تو آپ کو ڈھونڈنے کے لئے ہی دی تھی۔ اب اِسے سویکار کرو۔" وایو دیو کے یہ کہنے پر آکاش سے پھُولوں کی بارش ہونے لگی۔ دیوتاؤں کی دُندبھیاں بجنے لگیں۔ شیتل مند اور سگندھ وایو چلنے لگی۔ یہ سب کچھ دیکھ سُن کر نل نے شک کرنا چھوڑ دیا۔ اور ناگ راج کرکوٹ کا دیا ہُوا بستر اوڑھ کر اُس کا سمرن کیا۔ اُنکی شکل پہلے جیسی ہو گئی۔ دمینتی راجہ نل کو پہلے رُوپ میں دیکھکر اُن سے لپٹ گئی اور رونے لگی۔ راجہ نل نے پریم کے ساتھ دمینتی کو گلے سے لگا لیا۔ اور دونوں بچّوں کو چھاتی سے لپٹا کر پریم بھری باتیں کرنے لگے۔

دُوسرے دِن صبح نہا دھوکر دمینتی اور نل دونوں راجہ بھیمک کے پاس گئے۔ اور اُن کے چرنوں میں پرنام کیا۔ بھیمک نے بڑے آنند سے اِن کا ستکار کیا۔ اور اُنہیں دھیرج دی۔ راج بھر میں خوشیاں منائی جانے لگیں۔ جب راجہ رتُوپرن کو معلوم ہُوا کہ باہُک کے رُوپ میں خود راجہ نل ہی تھے۔ اور وہ یہاں آکر اپنی پتنی سے مل گئے۔ تو اُنکی خوشی کا ٹھکانا نہ رہا۔ اُنہوں نے نل کے پاس جاکر کشما مانگی۔ راجہ نل نے اُنکی بڑی پرشنسا کی۔ اور اُنہیں اشو ودّیا سکھا دی۔ راجہ رتوپرن کسی دوسرے سارتھی کو ساتھ لے کر ایودھیا پُری کو چلے گئے۔

راجہ نل ایک مہینہ وہاں رہے۔ آخر ایک دن اپنے سُسر کی آگیا لے کر دمینتی کو ساتھ لے کر کچھ سیوکوں کے ساتھ نشدھ دیش کے لئے چل پڑے۔ راجہ بھیمک نے ایک سفید رنگ کا رتھ سولہ ہاتھی، پچاس گھوڑے اور چھ سو پیدل سپاہی راجہ نل کے ساتھ بھیجے۔ اپنے نگر میں داخل ہوکر راجہ نل نے اپنے بھائی پشکر سے کہا۔ کہ یا تم کپٹ بھرے جوئے کا کھیل مجھ سے پھر کھیلو یا دھنش پر ڈوری چڑھاؤ۔" پشکر نے کہا۔ "اچھی بات ہے کیا تمہیں داؤ پر لگانے کے لئے پھر دھن مل گیا۔ یا دمینتی کو ہی داؤ پر لگاؤ گے۔ راجہ نل نے کہا۔ "جُوا کھیل لو۔ بکواس نہ کرو۔" جوئے کی بازی شروع ہوئی۔ راجہ نل نے پہلے ہی داؤ میں پشکر کا راج رتنوں کے بھنڈار اور اُس کے پرانوں کو بھی جیت لیا۔ پھر پُشکر سے کہا۔ کہ اب یہ سب راج میرا ہو گیا ہے۔ اب تم دمینتی کے سیوک رہو۔ ارے مورکھ! پہلے بھی تم نے مجھے نہیں جیتا تھا۔ وہ کام کلجگ کا تھا۔ تمہیں اِس بات کا پتہ نہیں۔ میں کلجگ کے دوش کا بدلہ تم سے لینا نہیں چاہتا۔ میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں۔ تم اپنا جیون سُکھ اور آنند سے بسر کرو۔ تمہاری سب چیزیں اور تمہارے حصّے کا راج میں تمہیں دیدیتا ہوں۔ تم پر میرا پریم پہلے جیسا ہے۔ تم میرے بھائی ہو۔ میں تم پر کبھی ٹیڑھی آنکھ نہیں کر سکتا۔ راجہ نل نے پُشکر کو گلے سے لگا لیا۔ پُشکر نے ہاتھ جوڑ کر راجہ نل کو پرنام کیا۔ اور اُس کی اُدار دلی کی اُستتی کی۔ اور کہا کہ آپ میرے اَن داتا اور پران داتا ہیں۔ پُشکر ایک مہینہ وہاں رہنے کے بعد راجہ نل کی آگیا سے اپنے سیوکوں کو ساتھ لئے اپنی راجدھانی کو لوٹ گیا۔ راجہ نل اور دمینتی اپنے بچّوں کے سمیت سُکھ اور آنند سے راج کرنے لگے۔۔

نوٹ:۔ مہابھارت گرنتھ واقعی لاجواب پُستک ہے۔ اسکو چھپوانے کیلئے دھرم پریمی شریمان پنڈت رام سرنداس جی نندہ نے مالی امداد بھیجدی ہے۔ اِس کا

وجے دشمی

کوی لوکناتھ جی دِل

وجے دشمی کے اس مہان اُتسو کے دن اپنی پرم پرا کے انوسار ہم آج بھی اس پراتن یاد کو نوتن رکھنے کیلئے شستر پوجن کرتے ہیں۔ ویر پرشوں کی جیونیاں گاتے ہیں۔ اور بھگوان رام کی اس وجے کو جیوت رکھنے کا پریاس کرتے ہیں۔ جو انہوں نے آج کے دن لنکا پتی راون پر پائی تھی۔"

(کوی لوکناتھ دِل)

آج کے دن ہم اپنے ہتھیاروں کو خوب سجاتے ہیں!
آج کے دن ہم اپنے ہتھیاروں پہ پُشپ چڑھاتے ہیں
آج کے دن ہم اپنے ہتھیاروں کی پُوجا کرتے ہیں
آج کے دن ہم تیغوں، تلواروں کی پُوجا کرتے ہیں
آج کے دن ہم بڑے پیار سے ڈھالوں کو چمکاتے ہیں
آج کے دن ہم برچھوں کو اور بھالوں کو چمکاتے ہیں
آج کے دن ہم پُورووجوں کو شردھا ارپن کرتے ہیں
آج کے دن ہم پُورووجوں کی گاتھا گایَن کرتے ہیں
آج کے دن ہم شستر دھارنے والوں کے گُن گاتے ہیں
آج کے دن ہم جنتا کو اُن سے پریچے کرواتے ہیں
آج کے دن ہم اپنے ویر اتہاس کو پھر دوہراتے ہیں
آج کے دن ہم مہان ویروں کی جیونی گاتے ہیں
آج کے دن ہم اس پرکار سے شستر پوجن کرتے ہیں
آج کے دن ہم پرم پراتن ریت کو نوتن کرتے ہیں
ساتھ ساتھ شستروں کے بھگوے دھوج کو بھی لہراتے ہیں
ہندو راشٹر کے بھگوے دھوج سے پرم پریرنا پاتے ہیں
تاکہ شریمد بھگوت گیتا کا آجائے سمجھ میں ارتھ
تاکہ کسی دیش دروہی سے ٹکر لینے میں ہوں سمرتھ
تاکہ کسی اپلا کی رکھشا ہت اِنکار کر سکیں پر لوگ
تاکہ دیش کی سیماؤں پر پھر للکار سکیں ہم لوگ
تاکہ کسی لٹیرے کا منہ موڑ سکیں۔ منہ توڑ سکیں
پربت کی چٹان بنیں اور شترو کا سر پھوڑ سکیں
آج کے دن ہم دیتے ہیں شستروں کی سب جنگال اُتار
تاکہ یُگ کی مانگ پہ اے دل! دیش کے ناگرک ہوں تیار
وجے دشمی کے اس اُتسو کو ہم اس طرح مناتے ہیں
اس پرکار سے رگھوکُل بھوشن کا ہم سمان بڑھاتے ہیں

ستیم شوم سندرم
شری ستیہ سائیں بابا
جی کا دویہ چرتر

نوٹ:۔ رسالہ اوم کے بہت سے پاٹھکوں کی اور سے ہمیں کہا جا رہا تھا کہ شری ستیہ سائی بابا جی کے متعلق کچھ روشنی ڈالی جائے۔ چنانچہ رسالہ اوم کے خاص پریمی شری کے لکھنؤ ممبئی والوں نے ہمیں ایک ہندی کی پستک ارسال کر دی جس کا نام " بھگوان شری ستیہ سائی بابا دویہ چرتر " ہے۔ اور جس کے لیکھک شری این کستوری ایم اے۔ بی۔ ایل ہیں۔ ہم نے اس پستک کے آدھار پر شری سائی بابا کے کچھ مختصر حالات پیش کئے ہیں۔ جنکو ہماری طرف سے شردھا کے پھول ہی سمجھنے چاہئیں۔ جو شخص اُن کے تمام حالات پڑھنے کا خواہشمند ہو۔ وہ مندرجہ بالا کتاب منگوا کر ملاحظہ کرے۔
" ایڈیٹر "

تقریباً چالیس سال پہلے اندھرا پردیش کے پُٹّے پرتی نامک ایک چھوٹے سے گاؤں میں شری سائیں بابا کا جنم ہوا۔ ان کے دادا شری کونڈم راجو بڑے دھارمک سجن پُرش تھے۔ انہوں نے اپنے گاؤں میں گوپال کنہیا کا مندر بنوایا۔ اس مندر میں گھڑی آدھ گھڑی بیٹھنے اور ایکاگر چیت ہو کر شری کرشن بھگوان کا دھیان کرنے سے وہاں سے آنند دیہی مُرلی گان کی لہریا انتہ کرن میں اُمڈ آتی ہیں۔ شری کرشن بھگوان کی رانی ستیہ بھاما جی کا مندر بھی شری کونڈم راجو جی نے اپنے گاؤں میں بنوایا۔ شری کونڈم راجو جی سچ مچ مہایوگی تھے۔ انہوں نے ایک سو دس ورش کی آیو وتیت کی۔ اُن کا تمام وقت بھگوان کے نام سمرن۔ جپ اور دھیان میں ہی گذرتا تھا۔ سنگیت ناٹک میں اُنہیں خاص ہی رچی تھی! انہوں نے لیپاکھشی رامائن लेपाक्षी रामायण نامک مہان کاویہ کنٹھستھ (ازبر) کیا ہوا تھا۔ رام لیلا کے ابھینہ کاریہ میں وہ شری لچھمن جی کا پارٹ ادا کیا کرتے تھے۔ وہ اپنے نیم برتوں کا شردھا پوروک آچرن کرتے تھے۔ اور سناتن دھرم پر اُنکی اٹوٹ شردھا تھی۔ پراچین کال کے رشی مُنیوں کی طرح انہوں نے ایک گھاس پھوس کی کُٹیا بنا رکھی تھی۔ وہ رامائن کا پرائن۔ پرکبھو رام چندر جی کا گُن گان رام نام کا جاپ ہر وقت کرتے رہتے تھے۔ یہی اُنکی دِن چریا تھی۔ پُرانوں کی کتھائیں سُننے کے لئے اُنکے پریوار والے اور دیگر گاؤں کے لوگ اُنکی کُٹیا میں آیا جایا کرتے تھے۔ ان کے پوتر GRAND SON شری ستیہ نارائن (جو آجکل شری ستیہ سائیں بابا کے نام سے مشہور ہیں) اپنے دادا جی کو بھوجن خود تیار کر کے دیتے تھے۔ اُسوقت اِن کی آیو صرف سات ورش کی تھی۔ اُنکی سوادشٹ (لذیذ) بنائے ہوئے ساتوک بھوجن کو دادا جی نہایت پریم سے سویکار کرتے اور آشیرواد دیتے۔ ایک سو دس ورش کا جیون کال وتیت کر کے شری کونڈم راجو ۱۹۵۰ء میں پرلوک سدھارے۔ آخری سمے تک وہ مہا کاویہ رامائن کا پاٹھ کرتے رہے۔ شری کونڈم راجو کی دھرم پتنی شریمتی لکھشمما کا سورگ واس اُن سے تقریباً بیس ورش پہلے ہو گیا

تھا۔ وہ ساؤھوی ایکادشی۔ پورنماشی۔ شوراتری۔ جنم اشٹمی وغیرہ وغیرہ سبھی برتوں کا پالن کرتی تھی۔ اور شردھا پوروک دیوتاؤں کی پوجا ارچنا کیا کرتی تھی۔

شری کونڈم راجو کے دو سپتر تھے۔ ایک کا نام پیدویں کپّا पेदवें कप्पा اور دوسرے کا چنویں کپّا चिन्नवें कप्पा تھا۔ دونو اپنے پتا کے سمان سنگیت اور ناٹک کلا میں ماہر تھے۔ بھگوان کی آرادھنا میں بھی وہ کم نہیں تھے۔ دونو اتی سرل ہردے تھے۔ چنویں کپّا جیوتش شاستر بھی جانتے تھے۔ کولمی کنڈل نامی گرام (ضلع کرنول) میں راجو پریوار کی کچھ زمین تھی۔ کونڈم راجو اپنے ایک پتر کو ساتھ لیکر اپنی زمین کا قبضہ کسانوں سے لینے کے لئے گئے۔ اور وہاں ہی رہنے لگے۔ وہاں پیدویں کپّا راجو کا وواہ ایشورمبا سے ہوا۔ اس دمپتی کو پہلا پتر رتن پراپت ہوا۔ اس کا نام شیشم راجو शेषम राजु رکھا گیا۔ اسکے بعد اُن کے ہاں دو کنیائیں ہوئیں۔ کچھ ورش بیتنے پر ایشورمبا کے ہردے میں پھر سے ایک پتر پراپتی کی لالسا اتپن ہوئی۔ اُنہوں نے ستیہ نارائن دیوتا کی پوجا ودھی پوروک شروع کردی جب نمسکار، پردکشنا آدی میں وہ سنلگن ہو گئی۔ کٹھور اُپواس بھی اس دیویہ ماتا نے کئے۔

(ایک بار حیدرآباد واسی ایک بھگت نے جب بھگوان ستیہ سائی بابا سے اپنے نگر میں پدھارنے کا آگرہ کیا۔ تب بابا بولے :- "آؤنگا۔ آؤنگا۔ اوشیہ آؤنگا۔ جب میں بیکنٹھ سے اتنی دور آیا ہوں تب یہ چھوٹی سی دوری طے کرنا کیا مجھے کشٹ پرد ہوگا۔") ایشورمبا کی کوکھ میں بڑھنے والا گربھ جب پانچ چھ ماہ کا ہوا تب کئی بار آدھی رات کو تمبورا خود بخود بجنے لگتا تھا۔ سنہ ۱۹۲۶ء کے نومبر مہینے کی ۲۳ تاریخ سورج اُدے ہونے سے کچھ ہی گھڑیاں پہلے کا زنا سے موار آرد را نکشتر۔ شو جی کی پرم پوجیہ تھی۔ گھر گھر میں شو پوجا کا آرمبھ جب ایشورمّا ईश्वरम्मा کو پرستو ویدنا (پرسوت کی پیڑا) شروع ہوئی تو اس نے اس سے پیشتر ہی شری ستیہ نارائن کی پوجا سماپت کرلی تھی۔ اُنکی ساس لکشمّا लक्ष्मम्मा سنان کرکے پوجا کرنے پروہت کے گھر گئی ہوئی تھیں۔ اُسی کو وہاں یہ خبر مل گئی اور وہ پوجا سماپت کرکے گھر آگئی۔

ششو کا جنم ہوتے ہی ایک ناگ راج پرسوت گرہ میں پدھارے اور ششو کے بستر کے نیچے ہی کنڈلی مارکر بیٹھ گئے۔ جب بستر ہلنے لگا۔ تو عورتیں بستر کے نیچے آئی شیش کو دیکھکر حیران ہو گئیں۔ آخر شیش ناگ سب کو درشن دیکر الوپ ہو گیا۔

بالک بڑھتا گیا۔ اور اپنے ساتھی بالکوں کے ساتھ کھیل کود میں مشغول ہو گیا۔ تھال میں بھوجن پروس کر ستیا کو بلایا جاتا تب "بھوک نہیں ہے" کہکر بات کو ٹال دیتا تھا۔ پرشن کیا جاتا۔ "کس نے بھوجن دیا۔ جو تم ترپت ہو گئے ہو" تب بالک ستیا جواب دیتا۔ "دادا جی نے" واقعی جب اُس کے ہاتھ سونگھے جاتے تو اُن میں سے گھی۔ دہی۔ مکھن آدی کی سُگندھ آتی تھی۔

گھر گھر میں ستیا کی تعریف ہونے لگی کیونکہ اُسمیں کئی گُن پرگٹ ہو گئے۔ بالک اُس کو "گورو" نام سے پکارنے لگے۔

پُٹّ پرتی पुट्ट पर्ती گاؤں میں ایک چھوٹی سی پاٹھشالہ تھی۔ ستیا کو پاٹھشالہ میں داخل کیا گیا۔ اُسکی گرہن شکتی اپار تھی۔ کیول سات آٹھ ورش کی آیو میں ہی ستیا رسیلے گیت بنانے لگا۔ جن کو ناٹکوں میں بولا جانے لگا۔ کیونکہ اُن کی رچنا من کو موہنے والی تھی۔

پاٹھشالہ پُٹ پرتی کی ودیا سماپت ہوگئی اب شری ستیا (ستیہ نارائن) کو ہائر ایلیمینٹری سکول بمقام بُک پٹنم बुक्क पट्टनम میں داخل کرایا گیا۔ جو کہ اڑھائی میل کے فاصلہ پر تھا۔ اور وہاں کوئی پکّی سڑک نہیں جاتی تھی۔ اس بالک کو کئی کشٹ جھیلنے پڑے۔ برسات کے موسم میں کیچڑ اور بعض اوقات کمر تک پانی سے گزرنا پڑتا تھا۔ بغل میں پستکیں دبائے اور کندھے پر کھانے کی جھولی لٹکائے ستیہ نارائن کو وہاں پہنچنا پڑتا تھا۔ یہ بالک سادہ پوشاک اور سادہ خوراک کا شوقین تھا۔ یہ سب بالکوں سے پہلے ہی سکول میں حاضر ہو جاتا۔ جب یہ آٹھویں کلاس میں تھا۔ تب سے اپنی جماعت کے لڑکوں کو ایشور بھجن میں پریرت کرنے لگا۔ سکول کے باہر ایک پیپل کا پیڑ تھا۔ وہاں بھگوان کی مورتی رکھکر بالکوں سے پوجا کرتا۔ اور آرتی کے بعد اُنکو پرساد دیتا۔ کبھی اپنی ہتھیلی سے مٹھی بھر بھر کر میٹھی بوندی۔ پیپرمنٹ وغیرہ نکال کر لڑکوں میں تقسیم کرتا۔ جب اُس سے پوچھا جاتا کہ یہ چیزیں آپ کو کون دیتا ہے۔ تو وہ جواب دیتا کہ اُس کے وش میں گرام شکتی (گرام کا دیوتا) ہے۔ جو اسے مانگی ہوئی وستو فوراً دیتی ہے۔ شالا کو جاتے اور گھر لوٹتے ستیا اپنے ساتھیوں کو سادھو سنتوں کی کتھائیں سنایا کرتا تھا۔ بال اوستھا سے ہی ستیا کو آہنسا دھرم پیارا تھا۔ جب گاؤں کے لوگ مرغے مرغیوں کی لڑائی کرا کر خوش ہوتے تو وہ ایسے لوگوں سے دور چلا جاتا۔ سؤر کو جب لوگ مارتے تو اسکو بہت دُکھ ہوتا۔ جب کسان لوگ بیلوں کو مارتے پیٹتے تو اُن کو بہت ترس آتا۔

دس ورش کی آیو ہونے پر ستیا نے پُٹ پرتی گاؤں میں ایک بھجن منڈلی بنائی اور اس کا نام پنڈری بھجن منڈلی رکھا۔ اس منڈلی کے اٹھارہ ۱۸ بیس ۲۰ لڑکے پیلی دھوتیاں اور انگرکھا پہن۔ پیروں میں گھنگرو باندھ راس رچاتے تھے۔ ستیا نے اپنے نئے نئے گیت رچے۔ جنہیں بھگوان کرشن کی بال لیلاؤں کا ذکر تھا۔ گویا لوگوں کو بھگتی مارگ کیطرف پریرنا دیجاتی تھی۔

کالج کی پڑھائی کرانے اور ڈگری حاصل کرانے کی غرض سے ستیا کو اُس کے بڑے بھائی شیشم راجو کے سُسرال کملاپور گرام بھیجا گیا۔ چودہ ورش کی آیو میں اس نے بھگوان کرشن کے متعلق ایک ناٹک لکھا۔ جو کہ بہت پسند کیا گیا۔ اس نے اب اپنے آپ کو "میں سائی بابا ہوں" کہنا شروع کیا۔ اور اسمیں کئی ادبھُت شکتیاں آگئیں۔ کسی کی کھوئی ہوئی چیز کا پتہ دینا تو اسکے لئے معمولی بات تھی۔ ایک ٹانگے والے کا گھوڑا گم ہوگیا۔ اور اس بالک نے اُسکو کہدیا کہ جاؤ فلاں باغ میں تمہارا گھوڑا گھاس چر رہا ہے۔ وہ وہاں گیا۔ اور اُسکو گھوڑا مل گیا۔ اب لوگوں کا وشواش ہوگیا کہ شرڈی کے سائی بابا ہی اس سمے پُٹ پرتی ستیہ سائی بابا ہوکر آئے ہیں۔ اُنکی دِن چریا اب وچتر ہوگئی۔ وہ کیرتن گاتے۔ بِشنو تروں کا اُچارن کرتے۔ اتی کٹھن سنسکرت شلوکوں کو اُچیہ سوروں میں گاتے ویدانت تتووں کا ورنن کر اُسکی ویاکھیا کرتے۔ اس پر کا یہ چودہ ورش کے بالک کو لوگ مہاتما اور مہاپرش کا خطاب دینے لگے لیکن اُس کے بڑے بھائی شیشم راجو کو وہم ہوگیا کہ یہ بالک

پاگل ہو گیا ہے۔ بالک بار بار اپنا شریر چھوڑ کر بے ہوش ہو جاتا۔ اس لئے اُس کو اپنے گاؤں پُٹ ورتی بھیج دیا گیا۔ تاکہ اُس کے پاگل پن کا علاج کرایا جاوے۔ وہاں کے سمبندھیوں کے کہنے پر اُسکے ماتا پتا نے بالک کو ایک مہاشکتی شالی شکتی پوجک براہمن پلّی نامک ब्राह्मन पल्ली گاؤں میں بھیجا۔ جو کہ وہاں سے چالیس میل کی دوری پر تھا۔ شکتی پوجک ایک بڑا بھیانک مورتی (ڈراونی شکل والا) تھا۔ اس کی آنکھیں مانو جلتے ہوئے دو انگارے۔ مکھ پر ناچتا کرودھ۔ تھا۔ اُس نے سب سے پہلے ایک مرغے اور بکرے کی بلی دیکر اُنکے رکت (خون) سے پرتھوی پر ایک چکر کھینچ اُس کے بیچ میں ستیہ کو بٹھایا۔ ڈراکر دو گھونسے بھی جمائے اور منتر اچارن شروع کیا سیکھی ہوئی سمست ودیا کا پریوگ کرتے ہوئے ستیہ کو اتنا مارا کہ اُس کے اپنے ہاتھ بھی تھک گئے۔ پھر ڈنڈے سے مار مار کر اُسکی ہڈی پسلیاں توڑ دیں۔ پھر ستیہ کا سر مونڈ کر اور اُسترے سے آڑی ٹیڑھی ریکھائیں کھینچ اُن پر لیموں کا رس نچوڑ دیا۔ لیکن بالک پھر بھی ہنستا ہی رہا۔ شکتی پوجک کا کرودھ سو گنا ہو اُٹھا۔ اُس نے زخمی سر پر ایک سو آٹھ ۱۰۸ گھڑے پانی ڈالنا شروع کیا۔ پھر اُس نے اپنی جڑی بوٹیوں سے تیار کی ہوئی اوشدھی جس کا نام کلی کم कालिकम تھا۔ ستیہ کی آنکھوں میں لگائی۔ جس سے ستیہ کا چہرہ سوج کر لال سرخ ہو گیا۔ اب ماتا پتا اور سمبندھیوں نے اس راکھشش سے ستیہ کو بچانے کے لئے اُس کی تعریف کرنی شروع کی اور کہا کہ مہاراج یہ اپنی دکشنا لیجئے۔ آپ نے اس کا بھوت نکال دیا ہے۔ آپکا دھنیہ واد ہو۔ ایسے کہکر وہ ستیہ کو اپنے گاؤں واپس لے آئے۔

اب ستیہ کی حالت بالکل بدل گئی۔ کبھی اُسکی بھجاؤں میں دس آدمیوں کا بل آجاتا اور کبھی اُس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے۔ سنہ ۱۹۴۰ء ماہ مئی کی ۲۳ تاریخ کو ستیہ اپنے بستر سے حسب معمول اُٹھا اور کھلکھلا کر ہنستے ہوئے اُس نے سب کو اپنے پاس بلایا اور اُن کو مصری پھول، بتاشے بانٹنے لگا۔ یہ سنکر آس پاس کے سب لوگ وہاں آ گئے۔ سب کو ایسا پرتیت ہوا کہ یہ سب چیزیں دیو لوک سے ہی آرہی ہیں۔ اُس دن ستیہ نے اعلان کر دیا کہ "میں سائیں بابا" ہوں۔ سائیں ارتھات شوابا۔ شاہی۔ شائی = سائی یہ شبد اور اس کا ارتھ ہے پربھو یعنی سوامی۔ بابا کا ارتھ ہے باپ + اس نے گھوشنا کی کہ میں بھاردواج گوتر کا آپستمبھ سوتر प्राप स्तम्भ کا "سائی بابا" ہوں۔ کیول گورو وار (ویروار) کو ہی میری پوجا کرنی چاہیئے۔

ہر گورو وار (ویروار) کو شیکھم راجو کے گھر میں بھگتوں کی بھیڑ اکٹھی ہونے لگی۔ آدھی رات تک بھجن کیرتن ہوتا رہتا۔ آجکل کی طرح اُس سمے بھی بابا انیک بھگتوں کو الگ الگ بلا کر اُن کے شریرک۔ مانسک اور آدھیاتمک کشٹوں کو دور کرتے۔ اور انکی سمسیاؤں کا حل بتاتے۔ کھئے روگ یعنی ٹی۔ بی۔ کے کئی مریض انہوں نے اچھے کئے۔

ایک دن انہوں نے گھر والوں کو کہہ دیا۔ کہ اب میں آپ لوگوں کا نہیں رہا۔ میں تو اب چلا۔ میرا بہت سا کاریہ باقی ہے۔ یہ کہکر وہ فوراً گھر کی سیڑھیاں اُتر کر سڑک پر پہنچے۔ میرے بھگت مجھے پکار رہے ہیں۔ میرا بہت سا کاریہ جیوں کا تیوں پڑا ہے۔ اب میں چلا" وہاں سے بابا سیدھے شری آنجنیلو प्राजनेलु کے گھر گئے۔ اور صحن میں ایک پتھر پڑا تھا۔ اُس پر اپنا آسن جمایا۔ جب لوگوں نے سنا کہ بابا نے اپنا گھر بار تیاگ دیا ہے۔ تو وہ اُنکی سیوا میں حاضر ہوئے۔

بابا نے اُن سب کو پنکتی میں بیٹھنے کا آدیش دیا۔ اور مندرجہ ذیل بھجن گایا گیا۔

مانس بھج رے گورو چرنم
دُستر بھو ساگر ترنم

نوٹ:- جو لوگ شری ست سائی بابا کی زندگی کے مفصل حالات پڑھنے کے شائق ہوں وہ اُنکی پُستک بھگوان شری ستیہ بابا دِویہ چرتر" ہندی کی پُستک قیمت ۴/ روپے مندرجہ ذیل پتہ سے منگوائیں۔ پتہ ہندی میں لکھیں۔

भगवान श्री सत्य साई सेका समिति
१०६ महात्मा गांधी रोड बम्बई १०

کورو کھشیتر بھومکھی وکاس یوجنا۔ مانو دھرم مشن۔ اور نوجیون سنگھ جس کا نروان شری گلزاری لال جی نندہ سابق ہوم منسٹر نے کیا۔ اس مہان اُتسو پر ۳۱ مارچ سے ۱۲ اپریل ۱۹۷۲ء تک کورو کھشیتر میں لاکھوں کی تعداد میں لوگ اکٹھے ہوئے وہاں شری شری ست سائی بابا جی نے جو اپنا سندیش دیا۔ وہ حسب ذیل ہے:-

بابا کا سندیش

میرا جیون پر پُھلت پُشپ پر ایک اوس کن ہے۔ یہ شانتی کے دیو دُوت دوارہ بہایا گیا اشرو بُوند ہے۔ سُندرتا کو سجانے کے لئے میں ایک کرن اُدھار لیتا ہوں اور شاشوت رہسیہ کو ایک کھیتن نہارتا ہوں۔ پربُدھ جن گیان کا اتی کرمن کر دیتے ہیں۔ سرشٹی میں ویاپت پرکاش سے وہ ایکاکار ہوتے ہیں۔ یہ پرکاش ہر جگہ سدیو ایک سا رہتا ہے۔ وہ بڑے بھاگیہ شالی ہیں۔ جو دِویہ پرکاش کا درشن دِویہ چکھشو سے کرتے ہیں۔ جب مانو میں جو کچھ استیہ ہے۔ وہ نتیہ ندرا کو پراپت ہو جاتا ہے۔ تبھی تم بھگوان کے انُوگرہ سے جگائے جاتے ہو اور سروویاپی اور گپت پرکاش کا درشن کرتے ہو۔

نوٹ:- جن اصحاب کا چندہ ماہ دسمبر کے پرچہ کے ساتھ ختم ہوگا۔ انکو ہم اسی پرچہ میں آگاہ کر رہے ہیں۔ وہ کرپا کر کے اپنا سالانہ چندہ ۱۵/ روپئے بذریعہ منی آرڈر جلد از جلد بھیجنے کی کرپا کریں۔ تاکہ انکی یہ رقم سالنامہ میں استعمال کر کے اسکو بہتر سے بہتر بنایا جاوے۔ منیجر

درگا سپتشتی کا تیرھواں ادھیائے

(مسلسل)

از کوی لوکناتھ دِل!

رشی بولے یہ دیوی چرتر ہے آپ نے شروَن کیا راجن!
اور میں نے آپ سے ودھی پورک اس کا سمپورن کیا ورنن
کس سمئے اور کس طرح بھگوتی جگت کو دھارن کرتی ہیں
جگد بہے کیسے بھگتوں کے سب کشٹ نوارن کرتی ہیں
دیوی کا یہ سُبھاؤ اور دیوی کا پربھاؤ بتلایا ہے
بَن پڑا ہے جیسے مجھ سے وے بھلی بھانت سمجھایا ہے
وشنو کی مایا رُوپا موہ کی کھان اُتپن بھی کرتی ہیں
او شکیتا کے انوسار ہی اے دِل! گیان اُتپن بھی کرتی ہیں
اس بھگوتی دوارہ ہی موہ کی چھایا جگ میں چھا جاتی ہے
تُم اور یہ ویش تو کیا مہا گیانیوں کو بھی مُگدھ بناتی ہے
آگے بھی اسی پرکار سے اگنت موہ بندھن میں آئیں گے
پھر بھگوتی کے گن گا گا کر بندھن سے مکت ہو جائیں گے
مہاراج آپ دونو ہی پرمیشوری کے شرن میں جاؤ اَب
ان کے چرتر گا گا کے سدا پُوجو اور انہیں رِجھاؤ اَب
ہر دیہ سے ارادھنا کرنے پر یہ سدا پرسن ہو جاتی ہیں

نج جن پر موکش . یوگ . بھوگ . کو سدا لٹاتی ہیں
مہاراج سُرتھ تیّار ہوئے میدھا مُنی کے سُن کر یہ وچن
کرکے پرنام مہرشی کو اَب کرنے لگے اُتّم برت پالن
اور ویشّ سمادھی بھی اے دِل! پھر گھور تپسّیا کرنے لگے
دُرگا درشن پانے کے لیئے انتر میں سدا اُترنے لگے
مرتیکا کی بنا کر اِک پرتیما دونوں ہی ارادھنا کرنے لگے
وِدھی پوروک پوجا کرنے لگے وِدھی پوروک سادھنا کرنے لگے
دھیرے دھیرے کم کرنے لگے اُس مہابن میں وہ پھل اہار
نج دیہہ کی بھینٹ چڑھاتے رہے وہ تین ورش تک لگاتار
جو آشا لے کر بیٹھے تھے وہ پُورن ایکا کار ہُوئی
بھگتوں کے بس میں رہنے والی بھگوتی اب ساکار ہُوئی
انتم اِس چنڈیکا دیوی نے ہو کے پرسن وَر دان دیا
من وانچھت پھل پاکر اے دِل! پھر دونوں نے مِل پان کیا
راجہ نے دُوسرے جنم میں نشٹ نہ ہونے والا راج کیا
بل پوروک چنڈیکا کے بل سے پھر شترو دل کا ناش کیا
اور ویش سمادھی نے اے دِل! اُتّم بدھی سے کام لیا
انتم جگ کے موہ ناشک اُتم گیان کا ہی رس پان کیا
راجہ تو دُوسرے جنم میں ساورنک منو نام سے سدھ ہُوا
اور ویش سمادھی نے اے دِل!
بس موکھش کے پد کو پراپت کیا

(مسلسل قسط دوئم)

پدارتھ واد یعنی ناستک واد

(از قلم گیانی بشن سنگھ جی)

۶۔ **سداچار**:۔ پدارتھ واد کی سداچارک قیمتیں دھرم کے سداچارک قیمتوں سے مختلف ہیں۔ خود مختار سداچار کیلئے پدارتھ واد میں کوئی جگہ نہیں۔ قدرت کے کچھ نیم ہیں۔ جو ہر وقت رواں رہتے ہیں۔ قدرتی امور میں سداچار کا کوئی مقام نہیں ہے۔ نیک و بد کا ادھر کوئی امتیاز نہیں۔ ہمدردی دیا رحم کے لئے قدرت میں کوئی جگہ نہیں۔ قدرت نے انسان کے اندر کچھ خواہشات اور جذبات بھر دیئے ہیں۔ جس کی بنا پر ذات قائم ہیں۔ کوئی انسان جو قدرتی سبھاؤ کے تحت کوئی کام کرتا ہے۔ وہ کام قدرت کے نیموں کے مطابق ہے۔ اور اسلئے درست ہے کہ اس اصول کے مطابق پیٹ کی بھوک اور اندری کی بھوک جدھر مرضی چاہے پوری کرلے نیکی۔ بدی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نیکی تو ایک غلطی یا بیوقوفی میں شمار ہوتی ہے۔ کاروبار میں جتنا مرضی چاہے لوٹ لینا جائز ہے۔ اندریوں کی ترپتی سے زندگی کی مسرت پیدا کرنا۔ مقصد زیست (جیون منورتھ) ہے۔ ان یقینوں کے باوجود بُرا بھلا سماج قائم رکھنے کے لئے پدارتھوادی بھی چند سداچارک نیم بتاتے ہیں۔ لیکن ان کی سداچارک قیمتوں کی بنیاد اور ہے۔ اُنکا کہنا ہے کہ سداچارک نیم۔ اک سماجک دستور کا درجہ رکھتے ہیں۔ کوئی خدائی حکم نہیں ہے۔ یہ اصول محض آسانی اور سہولیت کے لئے نیم کیے جا سکتے ہیں۔ یہ ہمیشہ اور ہر جگہ یکساں طور پر نہیں ہوتے۔

مثال۔ کے طور پر۔ اک سماج (سوسائٹی) میں انسان کی قربانی دینی جائز سمجھی جاتی ہے مگر دوسری میں یہ کام ظلم اور اتیاچار کہا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ پدارتھوادی ممالک میں کوئی فرد کسی کو مارنے یا لوٹنے والا اک سماجک دستور کو ضرور توڑتا ہے لیکن وہ کسی قسم کا گناہ نہیں کرتا۔ وہ اپنے اس ایرادہ کے لئے کسی ربی کچہری میں پیش ہو کے سزا کا مستوجب نہیں ہو سکتا۔ پاپ پُن کے خیالات کو پدارتھواد میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ پدارتھوادی سداچار کی قیمتیں خود مختار نہیں یہ ہر ہوا کے جھونکے کے ساتھ تبدیل ہو جاتی ہیں۔

۷۔ **انفرادیت**۔ یا ویکتی واد۔ یہ پدارتھواد کا دوسرا نام ہے۔ امریکہ اس خیال کا زبردست حامی ہے۔ پدارتھواد اور ویکتی واد دونوں برادر حقیقی ہیں۔ پدارتھواد کے مطابق دولت کمانا اور خواہشات نفسانی کی تکمیل کرنا ہی مقصد حیات ہے خواہ کسی طریقے کے ساتھ وہ کمائی ہو۔ اگر اس خیال کا ترجمہ موجودہ مالی اور راجسی (سیاسی) زبان میں کیا جائے تو یہ پدارتھواد دیش کے اندر تین حالتیں پیدا کر دیتا ہے۔ پہلا ہر کاروبار کی آزادی دوسرا انفرادیت (ویکتی واد) تیسرا سرمایہ داری۔" ان سب کا مقصد یہی ہے کہ قوم کی مشترکہ بہبودی کو ذاتی

بہتری کے لئے قربان کر دیا جانا جائز ہے۔ ہر انسان کو کاروبار میں پوری کھلی ہو کر سودے کی آزادی ہو جاتی ہے جسکے ذریعہ امیر غربا کو لوٹتے ہیں۔ مگر اُن کو بُرا نہیں کہا جا سکتا۔

دراصل بہترین سماج کی قائمی کیلئے ویکتی واد بھاری رُکاوٹ بن جاتا ہے۔"

۸۔ **تواریخ کا پدارتھوادی خیال** ۔ یہ روسی پدارتھ واد کا نمونہ ہے۔ یہ خیال روسی مساوات کا اِک بڑا ستون ہے جس پر وہ کھڑا ہے۔ مساوات (سامیہ واد) کے بانی کارل مارکس نے کہا ہے کہ ہر تواریخی واقعہ (گھٹنا) یا لہر کا سبب پدارتھک ہوتا ہے۔ تمام جنگ و جدل کے اسباب پدارتھک ہوتے ہیں۔ سماجک اور دھارمک لہروں کے سبب پدارتھک ہوتے ہیں۔ ہر نئی دھارمک لہر وہ اُس وقت کی راجسی (سیاسی) اور اقتصادی سبب کا نتیجہ ہوتی ہے۔ دیش کی سماجک اور راجسی جماعتیں ملک کی دولت پیدا کرنے والے ذرائع پر قائم ہوتی ہیں۔ ر اب جیسے جیسے حصول دولت کے ذرائع ویسی سیاسی جماعتیں۔ اگر اقتصادی حالت تبدیل ہو جائے تو راجسی سنستھائیں بھی بدل جاتی ہیں۔ اور سماجک رشتے بھی بدل جاتے ہیں۔ اس خیال کے دو بڑے نتیجے نکلتے ہیں۔ کسی دھارمک رہنما یا سماجک لیڈر کی نیک خواہشیں کوئی مہاتما نہیں رکھتیں۔ ہر دھارمک لہر کے سبب اقتصادیات (آرتھک) ہی سمجھے جاتے ہیں۔ زندگی کا مقصد دولت پیدا کرنا اور اُسے خرچ کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ انسان کے اندر صرف دو ہی جذبے ہیں۔ ایک پیٹ کی بھوک۔ دوسری نفسانی خواہشات کی تکمیل۔ اس کے سوا اور کوئی جذبہ نہیں ہے۔ اس خیال کا دوسرا ضروری نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسانی ذلیل کے کوئی خود مختیار نیم نہیں ہوتے۔ یہ سب متعلقہ (سنبندھت) ہی رہتے ہیں۔ یہ ہر ہوا کے جھونکے کے ساتھ بدل جاتے ہیں۔ آج اور کل اور پرسوں اور اس دیش میں اور۔ دوسرے میں اور۔

مارکس کا پدارتھواد

مارکس نے پدارتھواد کو اِک نئے طرز پر پیش کیا ہے۔ اسے اپنے مسئلہ مساوات کا اِک ستون بنایا ہے اس کے تین ۳ اعلیٰ مقصد ہیں۔ ۱۔ دھرم کی مخالفت۔ جماعت ہین سماج کی قائمی۔ ان دو کے حصول کے لیے کرانتی کا ہتھیار استعمال کرنا۔

مارکس کسی قسم کی روحانیت (ادھیاتم واد) پر یقین نہیں کرتا۔ قدرت کے بارے میں چار خیال ایسے پیش کرتا ہے جو سراسر روحانیت کے خلاف ہیں۔

۱۔ یہ قدرتی اشیا اور مادے کا کوئی انبار نہیں لگا ہوا ہے جن کا ایک دوسرے کے ساتھ تعلق نہ ہو۔ قدرت کی جملہ اشیاء کا باہمی گہرا تعلق ہے کسی ایک واقعہ کو تنہا خیال کر کے نہیں سمجھا جا سکتا۔ مارکس کے خیال کے مطابق روحانیت کا خیال تمام قدرتی واقعات کو اک نہیں سمجھنا۔

۲۔ قدرت کسی حالت میں قائم بالذات نہیں اسمیں ہمیشہ تبدیلیاں اور ارتقا (وکاش) ہوتا رہتا ہے۔ کچھ اشیاء جدید طور پر وجود میں آتی رہتی ہیں۔ کچھ فنا ہو جاتی ہیں۔ مارکس کے خیال میں روحانیت کا خیال قدرت کو

قائم دائم سمجھتا ہے۔" ۳ قدرت میں تبدیلیاں دو طرح کی ہوا کرتی ہیں۔ ایک اپنے ثبوت کے ساتھ دوسری اپنی خوبی (گُن) کیساتھ {۱ پرمان واچک۔ ۲ گُن واچک} پران واچک تبدیلی آہستہ آہستہ ہوتی ہے۔ اور گُن واچک کرانتی کے رُوپ ہیں۔ یہ گُن واچک تبدیلی اتفاقیہ نہیں ہوتی بلکہ دھیرے دھیرے ہوئی تبدیلی کے اشتراک کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اِس طریقہ پر قدرت میں سادہ اور پیچیدہ اشیاء بنتی ہیں۔ مارکس کہتا ہے کہ نباتات۔ پرند۔ چرند۔ انسان یہ تمام وکاش (ارتقا) کے انحصار پر بنے ہیں۔ اس کی یہ دلیل ہے کہ مادہ سے مادہ بنتا ہے کثیف حالت سے لطیف حالت والی زندگی وجود میں آتی ہے۔

پیرمان واچک تبدیلی کی مارکس ایک مثال پیش کرتا ہے۔ پانی کو گرم کرنے پر ٹمپریچر بڑھتا چلا جائیگا۔ یہ پیرمان واچک تبدیلی ہے۔ ۱۰۰ ڈگری سینٹی گریڈ پر جاکر پانی کی بھاپ بنجاتی ہے۔ یہ گُن واچک تبدیلی ہے۔ اسی طرح تمام تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔

۴۔ قدرت کی تمام اشیاء میں اختلاف بھی پایا جاتا ہے انکو مثبت اور منفی طاقتیں کہا جاتا ہے۔ ان میں ہر وقت کشمکش رہتی ہے جس سے حرکت پیدا ہوتی ہے۔ تمام دُنیا میں حرکات (ہل جل) کا سبب یہ اختلاف رکھنے والی طاقتیں ہیں جو مادّے کے ہر ذرّہ میں پائی جاتی ہیں۔ اِس دلیل سے مارکس یہ ثابت کرتا ہے کہ مادّے کو حرکت میں لانے والی کوئی پرابھوتک شکتی (الیشوری شکتی) نہیں ہے۔ اِن خیالات کی بنا پر مندرجہ بالا اصولوں کو ارتقاء سماج پر لاگو کرتا ہے۔ تبدیلی ایک قدرتی قانون ہے اسلئے کوئی سماجک سنستھا یا سدا چارک نیما ولی دائمی نہیں کہی جاسکتی۔ زمانہ قدیم کے مساوات میں انصاف تھا۔ پھر وہ مفقود ہو گیا۔ غلام زمانہ میں انصاف سمجھا جانے لگا وہ نہ رہا۔ پھر درمیانی طبقے کی جمہوریت کو بہتر سمجھا جانے لگا۔ پھر اس سے بھی اختلاف پیدا ہو گیا۔ اس کی جگہ دور سائنس کے مساوات نے لے لی۔ پہلے غلام طبقہ پھر جاگیرداری۔ پھر سرمایہ داری پھر مساوات ہر ایک میں اپنے وقت پر انصاف تھا پھر اس میں بے ایمانی بڑھ گئی۔

مارکس آدرش واد کا مخالف ہے

(۱) آدرش واد کے مطابق یہ دُنیا اک سروویاپک آتما یا چیتنتا کا رُوپ ہے۔ مگر مارکس کا کہنا ہے کہ یہ سب مادّے کی بناوٹ ہے۔ چونکہ مادّہ ارتقائی کے اصولوں کے مطابق شکلیں تبدیل کرتا ہے۔ اسطرح دُنیا میں حرکت اور تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ (۲) آدرش واد کے مطابق چیتنتا پیشتر مانی گئی ہے۔ مادّہ بعد کو ہے۔ مارکسی خیال کی بنا پر مادہ اک خود مختیار شے ہے۔ مادہ ازلی ہے اس سے ہی چیتنتا پیدا ہوتی ہے۔ انسانی دماغ اک مادہ کی لطیف شے ہے۔ چونکہ دماغ میں خیال پیدا ہوتے ہیں۔ اسلئے خیال بھی مادے سے ہی ہیں۔ مادہ کا احساس ہمارے حواس خمسہ کے ذریعہ ہوتا ہے یہی اصلیت ہے۔ لہٰذا مادہ چیتنتا سے پیدا نہیں بلکہ چیتنتا مادے سے ہوتی ہے۔" (۳) آدرش واد کے مطابق اصلیت کا گیان محض بھوتک باہر مکھی (بیرونی) سائنس کے تجربات کی بنا پر نہیں ہو سکتا۔ کئی اشیا ایسی ہیں جن کا سائنس پتہ نہیں لگا سکتی۔" مارکس کہتا ہے کہ سائنس مادی تجربات سے اصلیت کا پتہ لگا سکے گی۔ جس شے کا آج علم نہیں پھر کبھی ہو ہی جائیگا۔" مارکس واد کے مطابق مادی زندگی ہی حقیقی زندگی ہے۔ روحانی زندگی کوئی معنی نہیں رکھتی ہے۔"

اوم اوم

تقاضائے عشق

(از قلم شری رام لال سالک)

اچھا تو کبھی یہ دل بیمار کیا ہوتا
اُجڑی ہوئی بستی کو گلزار کیا ہوتا

اک بار ہی ملجاتی گر تھوڑی سی پینے کو
سجدہ درِ ساقی پہ سَو بار کیا ہوتا

آباد نہ کرنا تھا، برباد کیا ہوتا
اتنا ہی کرم اے طالبِ یار کیا ہوتا

اے حسن تیری ہستی محض عشق سے قائم ہے
ورنہ تجھے دُنیا نے بیکار کیا ہوتا

کیا خوب کیا ہوتا گر رمزِ حقیقت سے
یہ غافلِ دیرینہ بیدار کیا ہوتا

منصورِ کبصورت گر کہدیتا انا الحق میں
پھر دار پہ کھچ جاتا، سر دار کیا ہوتا

میں خود سے گذر جاتا اور خود کو مٹا دیتا
چلمن سے اشارہ گر اکبار کیا ہوتا

میں تجھ میں فناہ ہوتا، تو مجھ میں سما جاتا
مٹ جاتے سبھی جھگڑے گر پیار کیا ہوتا

میں تجھ سے ہوا ظاہر تو مجھ میں چھپا آکر
یہ راز ہے کیا آخر، اظہار کیا ہوتا

تو نورِ سراپا ہے میں نور کا مظہر ہوں
جب ایک حقیقت ہے اقرار کیا ہوتا

اے ساقی میخانہ کیا تیرا بگڑ جاتا
جام مئے عرفاں سے سرشار کیا ہوتا

کچھ دور نہ تھا سالک بندے سے خدا ہونا
گر خلوتِ باطن کا دیدار کیا ہوتا

کنیا کیلئے ور کی ضرورت

ایک کھتری (چوپڑہ) سوشیل روپ وتی عمر 28 سال بی۔ اے پاس کنیا کے لئے یوگیہ ور کی ضرورت ہے۔ لڑکی کا پتا جوانی کے دنوں میں کالج پروفیسر اور وکیل کشمیر ہائی کورٹ رہ چکا ہے۔ اور ملک کی تقسیم کے بعد سے نئی دہلی میں اپنی بلڈنگ میں مستقل رہائش رکھتا ہے۔ لڑکا تعلیم یافتہ مستقل ملازم تنخواہ کم از کم 500 روپیہ ماہوار پاتا ہو۔ ذات پات کا چنداں خیال نہیں ہے۔ بہتر ہوگا کہ لڑکا خود خط و کتابت کرے اور اپنا نام۔ دفتر کا پتہ۔ رہائشی پتہ ضرور لکھے۔ شادی سادہ ہوگی۔ اگر لڑکا اپنا فوٹو بھیج سکے تو بہتر ہے لیکن ضروری نہیں۔ "چوپڑہ" معرفت رسالہ اوم۔ اندرون اجمیری گیٹ دہلی ۶

چہل درویش (مسلسل)

سترھویں سادھو کی کہانی

(اُپ رتی۔ اونچے سے اونچے لوک سے)

جس طرح کہ بعد خواب بیداری ہے — بیداری سے پھر خواب کی تیاری ہے
اے مہرؔ اسی طرح سے تا حدِ نجات — آنے جانے کا سلسلہ جاری ہے

دُنیا ہے مہرؔ ایک بازار لگا — آنے جانے کا ہے یہاں تار لگا
خواہش ہے کہ سب کو کھینچکر لاتی ہے — خواہش ہیں دل کو تو نہ زنہار لگا

ایک اور مہاتما بولے :۔ مہاراج سوامی چدا نند نے آپ کو صرف کام لوک کا حال سُنایا ہے۔ کام لوک کے اوپر اور لوک بھی ہیں۔ کیونکہ کام یعنی تاثرات خواہشات یا جذبات فطرت انسانی کا ایک حصہ ہے۔ جو جسم مادّی کے اوپر ہے۔ اور لطیف مادّہ کا بنا ہُوا ہے۔ مادّہ اور بھی لطیف ہو سکتا ہے۔ انسان میں ہم دیکھتے ہیں۔ صرف کام ہی نہیں ہے بلکہ من بدھی وغیرہ کے اعلیٰ طبقات بھی ہیں۔ جیسا مانش پنڈ یعنی جسم انسانی کا حال ہے۔ ویسا ہی برھمانڈ کا ہے۔ پس من اور بدھی کے لوک بھی کام لوک کی طرح قرین قیاس ہی نہیں بلکہ لازم و لا بد طور پر عقل کو ماننے پڑتے ہیں۔ شاستر انکی ہستی بتاتا ہے۔ اور مہاتماؤں کا انوبھو ان کو سدّھ کرتا ہے۔ اگر ان سب باتوں سے قطع نظر کی بھی جائے تو سہل نسخہ یہ ہے۔ کہ آدمی خود ابھیاس کرے۔ کچھ عرصے کی مشق کے بعد وہ ان لوکوں کے مشاہدے کے لائق ہو جائیگا۔ ہاں یہ شرط ہے کہ اُسکی زندگی نہایت پاک ہو۔ اور لائق اُستاد کی نگرانی میں شاستر کے مریادا کے مطابق ابھیاس کرے۔ کام ۔ طبقات جن کا حال سوامی چدا نند آپکو سُنا چکے ہیں۔ آدمی کی شدّھی کے لئے ضروری ہیں جن لوگوں نے جیتے جی اپنے جذبات کو نہیں دبایا بلکہ ان کے غلام بنے رہے ہیں۔ انہیں اعلیٰ لوک نصیب نہیں ہو سکتے۔ پہلے کام کے جذبات سے مخلصی لازمی امر ہے۔ کام کے شریر جب تک گر نہیں چکتے دیو لوک میں داخلہ ممکن نہیں اس واسطے پرانی کو کام کی پشٹی کے مطابق کام لوک کے ہر طبقے میں وقت خاص گزارنا پڑتا ہے۔ جیسے اس مادّی دُنیا میں گزارنا پڑتا ہے۔ اسے عمر کہتے ہیں۔ پس کام لوک کے ہر طبقے میں آدمی اسی دُنیا کی طرح پیدا ہوتا ہے اور مرتا رہتا ہے۔ وہاں بھی مرنا جینا جان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ جب ساتواں شریر بھی گر چکتا ہے تو یوں سمجھئے کہ کام لوک کا بھوگ ختم ہو گیا۔ اور آدمی اس اعلیٰ لوک یعنی دیو لوک میں جانے کے لائق ہو گیا۔ جن آدمیوں کے من شدّھ ہیں انہیں کام لوک میں بہت کم ٹھیرنا پڑتا ہے۔ جن کے اشدھ ہیں اُنہیں سینکڑوں برس گذارنے پڑتے ہیں لیکن ہر ایک کو دیو لوک میں جانے

اور وہاں کے بھوگ بھوگنے کا موقع ملنا برابر ہے۔ ہاں دیولوک میں کم یا زیادہ قیام ہونا آدمی کے نیک اعمال پر منحصر ہے۔ پہلے لوگ ریاضتیں کرتے تھے۔ کرم کانڈ کرتے تھے۔ منتراستر بدھی سے واقف تھے۔ اس وجہ سے ہزاروں برس دیولوک میں آنند بھوگا کرتے تھے۔ اب کے لوگوں میں اتنا پراکرم کہاں رہا ہے۔ جاتے ہیں کچھ بھوگ بھوگتے ہیں اور تھوڑے عرصے میں واپس چلے آتے ہیں۔

دیولوک من کا طبقہ ہے۔ آپ روزمرہ دیکھتے ہیں۔ بعض لوگوں کی قوّت ادراک تیز ہے۔ دیکھتے ہی بات کو گرفت کر لیتے ہیں۔ بعض کا تصوّر تیز ہے۔ جہاں کوئی حال پڑھا یا بات سُنی فوراً آنکھ کے سامنے تصویر کھنچ گئی۔ بعض کا حافظہ تیز ہے۔ کسی بات کو کبھی نہیں بھولتے۔ بعض کی قوّت تعقل تیز ہے۔ بات کو سمجھتے اور اس پر رائے صحیح جلد قائم کر لیتے ہیں۔ یہ ادراک۔ حافظہ۔ تصوّر۔ تعقل سب من میں داخل ہیں۔ من ادراک کرتا ہے۔ یاد رکھتا ہے۔ تصوّر اور تعقل کرتا ہے۔ لیکن من مادّی چیز ہے۔ کیونکہ اسکی کیفیات ہمیشہ بدلتی رہتی ہیں۔ اور جہاں تبدیلی ہے وہ سب مادّہ ہے۔ جیسا کام مادّہ ہے ویسا ہی من بھی مادّہ ہے۔ جس طرح کام کے سات لوک ہیں۔ اسی طرح من کے بھی سات لوک ہیں۔ جو لطیف ہوتے چلے جاتے ہیں۔ ان میں سے پہلے چار سُروپ یعنی باصورت کہلاتے ہیں۔ اور پچھلے تین اروپ یا بے صورت۔ اروپ من۔ بدھی اور مایا کا شریر سنکشم ہے اس کو کارن شریر کہتے ہیں۔ اسکے خول میں آتما رہتا ہے۔ یہی جیو ہے۔ سروپ من۔ کام۔ پران اور ستھول شریر بدلتے رہتے ہیں۔

یہی من کے طبقے جنہیں ہندو دیولوک۔ بودھ دیواچن اور تھیوسوفسٹ منٹل پلین کہتے ہیں۔ اصلی سورگ یا بہشت ہیں۔ جن کو اور مذاہب کے لوگ اپنے ذہن میں بہشت سمجھے ہوئے ہیں۔ وہ کام لوک کے طبقے ہیں اور نیچے درجے کی چیزیں ہیں جن کا ذکر سوامی سچدانند کر چکے ہیں۔ میں ان ساتوں طبقوں کا حال آپکو نہیں سُنانا چاہتا۔ گو میں نے سیر سب کی ہو۔ کام لوک کے ساتوں طبقوں پر انہیں بھی قیاس کر لیجئے۔ ہاں کام لوک سے یہ لوک بہت زیادہ لطیف ہیں اور یہاں کے بھوگ ان سے بہت بڑھ چڑھ کر سوکشم اور آنند دائک ہیں۔

پرانی کا جب ساتویں کام لوک میں شریر چھوٹتا ہے۔ تو وہ کچھ عرصے تو اسی طرح بے ہوش رہتا ہے جس طرح جسم خاکی کو چھوڑ کر کام لوک میں جانے سے پہلے ہوا تھا۔ بعد ازاں اسے ہوش آتا ہے۔ تو طبیعت میں وہ سُرور موجود اور دل میں وہ آنند محسوس کرتا ہے۔ جو احاطۂ تحریر سے باہر ہے۔ اُسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں آنند کے سمندر میں مگن ہوں۔ اور آنند بھی۔ وہ جو کبھی وہم و گمان میں نہ آیا تھا۔ یہاں وہ رنگ دیکھتا ہے لیکن ایسے خوشنما رنگ اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھے۔ یہاں وہ صورتیں مشاہدہ کرتا ہے۔ لیکن ایسی حسین صورتیں پہلے کبھی نظر سے نہیں گزریں۔ یہاں وہ آوازیں سنتا ہے لیکن ایسی سُریلی آوازیں کبھی کان میں نہیں پڑیں۔ یہاں وہ ذائقہ لیتا ہے۔ لیکن ایسے رس کبھی زبان کو نصیب نہیں ہوئے۔ غرض جو بات ہے۔ اُس کے وہم و گمان سے باہر ہے۔

(باقی اگلے پرچے میں پڑھیئے۔)

شری یان تپسوی جی مہاراج

اوم

قسط ۲۰

ماہ نومبر

(شری لابھ چند کوہلی)

شری یان تپسوی جی مہاراج ریاست پٹیالہ کے راجکمار تھے۔ دہلی میں مغل بادشاہ بہادر شاہ کے اِن الفاظ نے کہ شاہی حکومت کے مقابلہ میں خُدا کی عبادت کہیں زیادہ برتر و افضل ہے۔ اُنکے دل پر بہت اثر کیا۔ یہاں سے وہ سیدھے ہردوار پہنچے جہاں اجودھیا کے گُورو کی کرپا سے روحانیت کے مارگ میں سپھل ہوئے۔ مختلف تیرتھ استھانوں کی یاترا کے بعد برندابن پہنچے وہاں بھگوان سری کرشن نے ایک بوڑھے براہمن کے بھیس میں اُنہیں کھانا کھلایا۔ اَب آگے ملاحظہ فرمائیں۔ "

مہاتما جی نے بالک کرشن کو برندابن کے ایک مندر میں پنگھوڑے میں کھیلتے ہوئے دیکھا۔ اُنہوں نے بتایا کہ بالک کرشن کی آنکھیں کنول کے پھول کی طرح تھیں اور پیشانی موہ لینے والی تھی چہرے کے اِرد گرد سفید رنگ کی روشنی کا ہالہ نظر آرہا تھا جبکہ وہ پنگھوڑے میں کھیل رہے تھے۔ مہاتما جی اس نظارہ سے تقریباً دس منٹ تک لُطف اندوز ہوتے رہے اُنہوں نے اپنا دائیاں ہاتھ بھی سر اُوپر اُٹھا کر بالک کرشن کو پرنام کیا۔ پھر وہ دریا کے کنارے پر واپس آ گئے۔

مہاتما جی کچھ دن وہاں گزارنے کے بعد متھرا کے پاس دریائے جمنا کے کنارے پر پہنچے۔ وہاں اُنہوں نے دھونی جلا کر اپنے جسم کا سردی سے بچاؤ کیا۔ وہ بالکل اکیلے ہی دریا کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ نہایت ہی خوبصورت دس گئوئیں اُنکی طرف آرہی ہیں۔ یہ گئوئیں رنگ اور خوبصورتی کے لحاظ سے ایک دوسری سے بڑھ کر تھیں۔ اُن کے پیچھے ایک گوالا تھا۔ وہ بھی مہاتما جی کی طرف ہی آرہا تھا۔ وہ گوالا کوئی معمولی لڑکا نہیں تھا۔ اُس کا چہرہ خوبصورت اور سر پر مکٹ تھا۔ مکٹ پر مور پنکھ لگے ہوئے تھے اُسکے چہرہ کا رنگ سانولہ تھا جو کہ آسمان کے رنگ سے ملتا جلتا تھا۔ اُسکے جسم کے اوپر کا حصّہ ننگا تھا۔ لیکن اُس نے کمر سے نیچے دھوتی باندھ رکھی تھی۔ مہاتما جی سر سے پاؤں تک اُس لڑکے کا سانولہ رنگ اچھی طرح دیکھ رہے تھے اُسکے بائیں کاندھے پر ایک کالے رنگ کا دوشالہ اچھی طرح سے تہ کرکے ڈال رکھا تھا۔ اُسکے بائیں ہاتھ میں ایک لکڑی اور دائیں ہاتھ میں بانسری تھی۔ وہ اُن گئوؤں کو آگے لے جا رہا تھا۔ اُس مہان گوالے کے ہر قدم سے خدائی نور ٹپکتا تھا۔ مہاتما جی بڑی دلچسپی سے یہ نظارہ دیکھ رہے تھے۔ چلتے چلتے گوالہ مہاتما جی کے نزدیک پہنچکر اُنکی طرف دیکھنے لگا۔ مہاتما جی نے اس لڑکے کے پاس جاکر بات چیت کرنے کی کوشش کی لیکن اُنکی حیرانگی کی حد نہ رہی جب اُنہوں نے محسوس کیا کہ اُنکے بولنے کی طاقت سلب ہو چکی ہے اور وہ ایک لفظ بھی زبان پر نہیں لا سکتے۔ جب اُنہوں

نے اُٹھ کر گوالے کے پیچھے جانے کی کوشش کی تو انہوں نے دیکھا کہ اُنکی وہاں سے ہلنے جُلنے کی طاقت بھی ختم ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے کہ وہ اپنے جسم کے کسی بھی حصّہ کو بالکل ہلا جلا نہیں سکتے وہ گوالہ اُنکی طرف دیکھنے کے بعد گئوؤں کے ساتھ آگے چلا گیا۔ مہاتما جی کو اُس گوالے اور گئوؤں سے نہایت ہی دلفریب خوشبو آرہی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ یہ سب بھگوان سری کرشن مہاراج کا کھیل ہے۔ اور بھگوان نے اُنکو گوالے کے روپ میں درشن دیکر اُن پر بہت کرپا کی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد سب نظارہ ختم ہو گیا اور وہ دلکش خوشبو بھی اُس نظارے کے ساتھ ہی ختم ہو گئے۔

جونہی دن چڑھا مہاتما جی اُس جگہ سے چل کر ایک گاؤں جسے پاسربا کہتے ہیں وہاں پہنچے یہ جگہ دریا کے پاٹ سے دور تھی اور اونچائی پر واقع تھی۔ دوپہر کا وقت تک اُن کو بہت پیاس لگی ہوئی تھی لیکن اُنہیں کوئی کنواں وغیرہ نہ ملا کچھ دیر تک وہ ایک درخت کے نیچے آرام کے لئے رُکے۔ وہاں سے گزرنے والے کچھ لوگ اُن کو دیکھکر اُن کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ مہاتما جی نے اُن سے پُوچھا کہ کیا یہاں کہیں نزدیک پانی نہیں مل سکتا۔ تو اُن لوگوں نے اُنکو بتایا کہ یہاں سے تھوڑی دور ایک متبرک کدمب کا درخت ہے اُس کے نیچے سری کرشن مہاراج اور سری رادھا جی کھیلا کرتے تھے کہتے ہیں کہ ایک دن رادھا جی کو بہت پیاس لگی انہوں نے بھگوان سری کرشن مہاراج کو پانی کے لئے پرارتھنا کی شری کرشن بھگوان نے اُس درخت کا ایک پتہ اُٹھایا اور اُسے پیالہ کی شکل دیکر اُس درخت کے ایک سوراخ کے نیچے رکھ دیا رادھا جی نے دیکھا کہ جمنا ندی کا سُندر جل اُس درخت کے سوراخ سے نکلا اور پیالہ بھر گیا رادھا جی نے وہ جل پیا جس سے اُنکی پیاس بُجھ گئی وہ یہ دیکھکر بہت ہی حیران ہوئیں کہ بھگوان سری کرشن مہاراج نے اپنی شکتی سے جمنا کا جل اس درخت میں سے بہا دیا ہے۔ جو کہ دریا کی سطح سے بہت اُونچائی پر ہے۔ اُن لوگوں نے مہاتما جی کو بتایا کہ شری اسو نتھا ماں جی کو بھی یہ درخت بہت پیارا ہے اور وہ کبھی کبھی وہاں آتے رہتے ہیں یہ سُنکر مہاتما جی کے دل میں اس کہانی کی سچائی کو پرکھنے کا خیال پیدا ہُوا اُنہوں نے اپنا کمنڈل اُٹھایا اور اُس پوتر درخت کی طرف چل دیئے وہاں پہنچکر وہ اُس بہت لمبے چوڑے درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ دوپہر کا وقت تھا اور باوجود اِس کے کہ اُنہیں سخت پیاس لگی ہوئی تھی اُنہوں نے تہیہ کیا کہ جب تک بھگوان سری کرشن اُنہیں اپنے ہاتھوں سے پانی نہیں پلاتے وہ اپنی پیاس نہیں بجھائینگے وہ بہت دیر تک وہاں بیٹھے رہے۔ ارد گرد کوئی نہیں تھا کچھ دیر کے بعد انہوں نے دیکھا کہ ایک نوجوان لڑکا جس کے ہاتھ میں ایک لکڑی اور کاندھے پر دو شالہ رکھا ہوا ہے اُنکی طرف آرہا ہے۔ وہ جلدی ہی اُنکے پاس پہنچ گیا اور کہنے لگا کہ مہاتما جی میں جانتا ہُوں کہ آپ نے پرن کر رکھا ہے کہ جبتک بھگوان سری کرشن آپکو پانی نہیں پلاتے آپ اپنی پیاس نہیں بجھائینگے آیئے۔ میں آپکو بہت سُندر جل پلاتا ہُوں۔ وہ مہاتما جی کو درخت کے تنے کے پاس لے گیا۔ اس تنے میں ایک چھید تھا۔ جو کہ پرندوں کا بنایا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ اُس لڑکے نے درخت سے ایک بڑا پتہ توڑ کر ایک پیالہ بنایا اور اسکو درخت کے چھید کے نیچے رکھا مہاتما جی اُس لڑکے کے سب کو تک بڑے غور سے دیکھ رہے تھے اچانک اُس سوراخ سے پانی نکل کر پیالہ سے باہر گرنے لگا۔ اُس لڑکے نے پیالہ اُٹھا کر مہاتما جی کو دیا اور کہا کہ اب آپکی خواہش پوری ہوگئی ہے! آپ پانی پی کر اپنی پیاس بجھائیں

مہاتما جی نے پانی پی کر اپنی پیاس بجھائی۔ اس لڑکے نے مہاتما جی کو پھر مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ آپ اشو تتھاماں جی کو ملنا اور اُن سے بات چیت کرنا چاہتے ہیں۔ اِس لئے آپ کچھ عرصہ یہاں کٹھریا میں جا کر اشو تتھاماں جی کو آپ کے پاس بھیجونگا۔ یہ کہکر وہ لڑکا وہاں سے چلا گیا۔ بھگوان سری کرشن جی مہاراج کی "مایا شکتی" کے کارن مہاتما جی یہ ہرگز نہ محسوس کر پائے کہ وہ لڑکا خود سری کرشن بھگوان ہی تھا۔

اندھیرا ہوتے ہی مہاتما جی زمین پر سو گئے۔ اُن کو خواب میں غیبی نظر حاصل ہوئی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ بھگوان سری کرشن اُن سے کہہ رہے ہیں کہ اُنہوں نے ہی مہاتما جی کو ایک لڑکے کے لبیس میں درشن دیکر پانی پلایا ہے اُس غیبی نظر کے ختم ہوتے ہی مہاتما جی اُٹھ بیٹھے اور بھگوان سری کرشن کا تہ دل سے دھنیہ واد کرتے رہے۔

اگلے دن چاند کی تیز روشنی تھی۔ مہاتما جی اُسی درخت کے نیچے بیٹھے چاند کی روشنی کا نظارہ دیکھ رہے تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سامنے سے ایک لمبے قد کا کوئی شخص آرہا ہے وہ اُس اجنبی کے نقش نہیں پہچان سکتے تھے اس اجنبی نے اپنے سر پر پگڑی اور جسم پر لمبا کوٹ اور کمر کے نیچے دھوتی باندھ رکھی تھی۔ کوٹ دھاگوں سے باندھا ہوا تھا۔ اور اُسے بٹن نہیں لگے ہوئے تھے۔ اُسکی بہت لمبی داڑھی اور مونچھیں تھیں دھوتی بھی گھٹنوں سے اوپر ہی تھی۔ اُس کا قد تقریباً ½6 فٹ تھا اور جسم کے باقی اعضاء بھی غیر معمولی تھے۔ اُس کے دائیں ہاتھ میں ایک لمبی لکڑی تھی وہ مہاتما جی تک بڑے مزے سے چلتا ہوا آرہا تھا۔ مہاتما جی نے دیکھا کہ اُس اجنبی کا رنگ گورا تھا۔ اُنہوں نے اندازہ لگایا کہ یہ اجنبی سوائے اشو تتھاماں جی کے اور کوئی نہیں ہوسکتا ابھی وہ اجنبی کچھ دور ہی تھا کہ مہاتما جی اُٹھ کر کھڑے ہو گئے وہ اجنبی بھی اُنکے پاس آکر اپنی سوٹی کو ٹھوڑی کے نیچے دبا کر کھڑا ہو گیا۔ مہاتما جی نے ہندی میں بات چیت کرنا شروع کی اور پوچھا کہ مہاراج کیا آپ اشو تتھاماں جی ہیں۔ اجنبی نے جواب دیا کہ ہاں میرا نام اشو تتھاماں ہے وہ لڑکا جو آپکو اُس دن ملا تھا اُس نے مجھے آپ سے ملنے کیلئے یہاں بھیجا ہے اشو تتھاماں جی نے بات چیت سنسکرت میں شروع کی تھی لیکن جب اُنہوں نے دیکھا کہ مہاتما جی سنسکرت نہیں سمجھتے تو وہ ہندی بولنے لگے۔ انہوں نے کہا کہ تپسوی جی میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آپکی لمبی تپسیا ختم ہو گئی ہے۔ آپکو اب ادھر اُدھر نہیں جانا چاہیئے۔ آپ کا ہاتھ جو کہ سر سے اوپر سیدھا جم چکا ہے اپنی اصلی حالت میں آجائے گا۔ آپ اسکی مالش کریں اور اب آپ کو کوٹ بن جنگل میں جا کر رہنا چاہیئے یہ جنگل برج بھومی کا ہی حصہ ہے۔ میں ہمالیہ پربت سے ہر پورنماشی کو یہاں آتا ہوں۔ اور اس درخت کے نیچے کچھ دیر ٹھیرتا ہوں میں اس جگہ کو بہت پسند کرتا ہوں۔ اگر آپ چاہیں تو مجھے پھر یہاں مل سکتے ہیں۔

مہاتما جی اشو تتھاماں جی کے یہ الفاظ سُنکر بہت پرسنّ ہوئے۔ اور اُن کا دھنیہ واد کرنے کے بعد کہنے لگے کہ مہاراج میں نے بھگوان سری کرشن مہاراج کے انسانی روپ اور غیبی نظر کے ذریعے اُن کے کئی بار درشن کئے ہیں۔ لیکن میں نے اُن کے چار ہاتھوں والے ایشوریہ روپ کو نہیں دیکھا آپ میری اُنکے اس روپ میں درشن کرنے میں مدد کریں۔ اشو تتھاماں جی نے جواب دیا کہ بہت اچھا میں آپکو پھر ملوں گا یہ کہکر وہ وہاں سے پورب کی جانب چلے گئے۔ باقی پھر۔۔

اوم

قسط اوّل

چھترپتی شیواجی کی دیش بھگتی اور اُتلیہ جاتی پریم

(از قلم شری جگن ناتھ جی کھنہ)

شیواجی مہاراج کا سارا جیون دیش سیوا اور ہندو جاتی کو پھر اپنی ٹانگوں پر کھڑا کرنے میں ہی وتیت ہوا۔ اٹھارہ سال تک وہ متواتر لڑتے رہے، اُنکی اس انتھک جنگ آزمائی کے بعد جب اُنکی بہت سی گتھیاں سُلجھ گئیں تو ضرورت اس بات کی تھی کہ وہ کچھ وقت امن اور اطمینان قلب سے بسر کرتے اور جنتا کو ہر طرح سے خوشحال کرتے لیکن اورنگ زیب کو یہ بات کب بھاتی تھی، وہ تو مہاراشٹر کی تباہی پر تُلا ہوا تھا اور محض بدیں غرض اُس نے ہندوستان کے سب سے بڑے جرنیل مرزا راجہ جے سنگھ کو شیواجی کی سرکوبی کے لئے تعینات کیا۔ راجہ جے سنگھ اِک قابل جرنیل تھا جو شاہجہاں کے ماتحت بھی فوجی خدمات بھی سرانجام کر چکا تھا" بلخ قندھار، کشمیر وغیرہ اور اور کئی مہموں میں قابل قدر خدمات سے نام پیدا کر چکا تھا۔ وہ ایک سمجھدار ماہر حکمت عملی تھا۔ اور سینکڑوں لڑائیوں میں اپنی جدّت اور قابلیت کا ثبوت دے چکا تھا۔ اور اب شائستہ خاں اور جسونت سنگھ کے بعد جو شیواجی کو قابو میں نہ لا سکے۔ اور بُری طرح سے ناکام رہے۔ شاہنشاہ دہلی نے راجہ جے سنگھ کو شیواجی مہاراج سے بدلہ لینے کے لئے مقرر کیا اور افغان جرنل جلال خاں داؤدی کو جو دلیر خاں کے نام سے مشہور تھا اُس کا دائیاں بازو بنا دیا جب راجہ جے سنگھ کی تقرری کی خبر مہاراج شیواجی کے کانوں میں پہنچی جو اُس وقت ہمیراؤ، تاناجی، نیتاجی اور پنتوجی کے سامنے تشریف فرما تھے، تو بیساختہ اُنکی زبان سے یہ الفاظ نکلے جو اُنہوں نے کسی کو مخاطب کر کے نہیں کہے تھے۔ " تو اب راجہ جے سنگھ کی باری آئی ہے " یہ کہکر وہ خاموش ہو گئے۔ پھر اس طرح گویا ہوئے۔

جے سنگھ کی تقرری اور آمد کا صریحاً مقصد میرے انتظامات اور ایک مناسب نظام حکومت قائم کرنے میں رکاوٹ پیدا کرنے سے ہی منسوب کیا جا سکتا ہے۔ مجھے ویسے ہی اب امن اور شانتی کی ضرورت ہے لیکن اب راجپوت مجھ سے معرکہ آرائی کرنے کے لئے آ رہا ہے۔ اب میں لڑائی سے کتنا متنفر ہوں لیکن لڑائی تو میرے ساتھ ہر وقت موجود ہے اسلئے سوائے لڑنے کے اب میرے لئے کوئی چارہ ہی نہیں۔ تاناجی مجھے دس سال امن کے دیدو اور پھر دیکھو۔ میں دلی کے دروازے تک جا پہنچونگا۔ اورنگ زیب یہ بخوبی جانتا ہے، وہ احمق نہیں۔ وہ اپنی گدّی کو سنبھالنا چاہتا ہے۔ اسی لئے وہ مجھے چین سے نہیں بیٹھنے دیتا لیکن تانکے، ایک دن مہاراشٹر میں امن کا راج ہوگا۔ اور وہ اتنا طاقتور ہو جائیگا کہ مرہٹے اپنے گھوڑوں کو دریائے سندھ اور ہگلی سے پانی پلایا کرینگے۔

اس نئی صورت حال پیدا ہو جانے کی وجہ سے جو مہاراشٹر کے لئے نہایت خطرناک تھی۔ راشٹرپتی شیواجی بہت متفکر ہوئے۔ کیونکہ دراصل وہ جنگ سے گریز کر رہے تھے۔ اس لئے انہوں نے راجہ جے سنگھ کو ایک خط لکھا جو انکا ایک خاص

نوجی افسر گوپی ناتھ پنڈت جی دستی لیکر راجہ جے سنگھ کے پاس پہنچا، راجہ صاحب اپنے خیمے میں گدی پر لیٹے ہوئے تھے اور اُن کا سیکرٹری اُدی راج منشی انہیں وہ چٹھی پڑھکر سنا رہا تھا، اور پنڈت جی انکے سامنے کھڑے تھے، چٹھی کا مضمون یہ تھا:۔

"مہاراج سیواجی جی کا راجہ جے سنگھ کے نام پتر"

اے مہاراجہ، ایک راجپوت کی طرف سے ایک دوسرے راجپوت کو نمسکار، آپ مہاراشٹر کو تباہ کرنے کیلئے آئے ہیں۔ تاہم میں آپ کا سواگت کرتا ہوں، آیئے بڑے شوق سے ملاحظہ فرمایئے۔ کہ ایک ہندو میں ایک ریاست قائم کرنے اور اُس پر حکومت کرنیکی کتنی قابلیت ہے، اور تین بڑی طاقتوں سے وہ کس دلیری اور ہمّت سے ٹکّر لے رہا ہے یعنی بیجاپور، مغل اور پرتگال آیئے اور اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمایئے۔ کہ ہمارے قلعے کتنے مضبوط ہیں۔ اور ہمارے سپاہی کتنے بے خوف اور بہادر ہیں! اگرچہ آپ ایک مہان کھشتری ہیں، آپ اپنی سب طاقت کو بابر کے خاندان کی طاقت بڑھانے کے لئے صرف کر رہے ہیں، اور ہندوؤں کا خُون بہاکر مسلم متعصب شہنشاہوں کو فتحیاب بنا رہے ہیں۔ کیا آپ کو یہ خیال نہیں آتا کہ اس طرز عمل سے آپ اپنی شہرت کو بٹّہ لگا رہے ہیں؟ کیا رانا پرتاپ کی نسل کے کسی آدمی کو یہ بات زیب دیتی ہے؟ اگر تُم صرف مجھ پر ہی فتح حاصل کرنے کے لئے آئے ہو تو میں اپنا سر پیش کرنے کو تیّار ہوں لیکن چونکہ تم ایک متعصب شاہنشاہ کے نائب کی صورت میں آرہے ہو، مجھے کچھ نہیں سوجھتا کہ میں تمھارے ساتھ کس طرح پیش آؤں۔ اگر تُم ہندو دھرم کی رکھشا کرنے کیلئے لڑو تو میں تمہارے ساتھ شامل ہونے کو تیّار ہوں، تم ایک بہادر یودھا ہو اس لئے بحیثیت ایک بہادر ہندو کے تمہیں یہی زیب دیتا ہے کہ تُم اس متعصب شاہنشاہ کے خلاف جنگ کرو، جو ہمارے دھرم کو تباہ کرنے پر تُلا ہوا ہے، اگر ہم متحد یعنی سنگھٹت ہو جائیں تو ہم دِلّی کو فتح کر سکتے ہیں۔ اور اگر ہم نے اپنا اخلیہ خُون بہانا ہی ہے۔ تو یہ ہمیں محض اپنے سناتن دھرم کی رکھشا کے لئے ہی بہانا چاہیئے۔ اس سے ہمارے مشترکہ بزرگوں کی آتماؤں کو شانتی پراپت ہوگی۔ اگر ہمارے دل متفق ہوجائیں تو ہماری کوئی مخالفت نہیں کر سکتا، مجھے آپکے خلاف کوئی رنج و ملال نہیں ہے۔ آپکو ملنے کے لئے اکیلا آنے کو تیار ہوں۔ میری اس پیشکش کو کمزوری نہ سمجھ لینا۔ اگر آپ میری اس پیشکش کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں گے اور اس کو منظور کرنے کو تیّار نہ ہوں تو میری تلوار بھی تیّار ہے۔ جو کچھ میرے پاس ہے میں نے تلوار کے بل سے حاصل کیا ہے اور وہ مجھ سے تلوار کے ذریعے ہی لیا جا سکتا ہے۔ اب بحیثیت ایک فاتح کے مہاراشٹر میرے قبضے میں ہے۔ میں اُس پر حکومت کرنے کے لئے ہی پیدا ہوا ہُوں اور میری قسمت اور میرے درمیان کسی کو حائل ہونے کی طاقت نہیں ہے، اے مہان راجہ، میرے ان الفاظ پر غور کرو۔ اور اچھی طرح سے، پیشتر اس کے کہ تُم اسکا جواب دینے کی تکلیف گوارہ کرو۔ اگر آج ہم اپنی تلوار استعمال کرینگے تو ہندوستان یقیناً ہمارا ہو جائیگا۔ اور پرتھوی راج چوہان کے بعد آپ اس کے پہلے شہنشاہ ہونگے۔ اس پراچین دیش کے"...

اس چٹھی کو انکے سامنے رکھکر اُدی راج منشی نے کہا کہ: دیکھئے اس پر مہاراج سیواجی بھونسلہ کی مُہر لگی ہوئی ہے۔ یہ چٹھی سُنکر جے سنگھ کے دماغ میں کیا خیال آئے ہونگے انکا اندازہ نہیں کیا جا سکتا؛ لیکن جب آخر کار وہ بولا تو اُسکی آواز کرخت تھی۔

اور اس نے یہ کہا۔ "تمہارا راجہ مجھے شاہنشاہ دہلی سے بغاوت کرنیکی ترغیب دے رہا ہے۔ لیکن اسے یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ ایک راجپوت کوڑی کا بھی نہیں اگر وہ نمک حرامی کرے، اور میں اب اس عمر میں نئی چالیں سیکھنے کو تیار نہیں ہوں اس کو کہدو کہ میں اسے فتح کرنے کے لئے آیا ہوں۔ نہ کہ صلح کی شرطیں طے کرنے کے لئے۔ سوائے اسکے کہ وہ ہتھیار ڈالدے میں کوئی شرط منظور نہیں کر سکتا۔ پنتو جی جو یہ چھٹی لیکر آیا تھا پہلے کچھ کہنے سے جھجکا لیکن پھر وہ یہ کہنے سے باز نہ رہ سکا کہ شریمان جی حب الوطنی اور نمک حرامی جذباتی اظہار کے لئے دو اصطلاحیں ہیں۔ مہاراج سیواجی یہ خیال کرتے ہیں کہ ہندوستان کے تخت پر ایک بیرونی حملہ آور کو مستقل طور پر گدی نشین کر دینا اپنے ملک کے ساتھ غداری اور بیوفائی کے سوائے اور کچھ نہیں بر عکس اسکے یہ ایک اعلیٰ درجہ کی وفاداری اور نمک حلالی ہے۔ ایک ہندو کو دیش دروہی کیسے کہا جا سکتا ہے، جو بھارت ورش کو ایک ظالم مغل کے پنجے سے آزاد کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ جس نے بھارت کو آزاد کرانے کا بیڑا اٹھا رکھا ہے، جسکی وہ صلاح دے رہے ہیں۔ وہ تو حقیقی دیش پریم اور محب الوطنی ہے، آپ اس ڈھال کے دوسرے پہلو پر کیوں نظر نہیں ڈالتے؟"

پنتو جی کے یہ دلیرانہ، بہادرانہ الفاظ سنکر راجہ جے سنگھ کے منہ سے نکلا:۔ "تم اپنے چہرہ کی نسبت زیادہ منہ زور معلوم ہوتے ہو۔ اس کے جواب میں پنتو جی نے کہا:۔ "جہاں ہندوستان کی عزت کا سوال ہے۔ تمام مرہٹے زبان دراز ہیں، جناب میں نے جو کچھ کہا ہے بڑے عاجزانہ طور سے عرض کیا ہے۔ یہ سنکر راجہ جے سنگھ نے کہا:۔ تمہاری بیخوفی سے میں نہایت خوش ہوں، کیونکہ تمھارا ادھا ٹھیک ہے لیکن وفاداری اور محب الوطنی کے متعلق میں تمہارے مہاراج سے میدان جنگ میں ہی بحث کرونگا۔ دیکھنی، اب یہاں سے چلے جاؤ اور یس، یہ سنکر پنتو جی نے سر جھکایا اور وہاں سے چلدیا۔ پھر راجہ جے سنگھ بولا کہ یہ تحائف بھی جو تم لائے تھے، واپس لیتے جاؤ۔ میری طرف سے اپنے آقا کا شکریہ ادا کر دینا۔ میں انہیں قبول نہیں کر سکتا کیونکہ میں تو اسے مغلوب کرنیکے لئے آیا ہوں۔ نہ کہ تحفے قبول کرنیکے لیئے وہ ایک بہادر آدمی ہے میں اسکی دلیری اور حوصلہ کی تعریف کرتا ہوں"

دو مغل سپاہیوں کے آگے آگے پنتا جی خیمے سے باہر نکل آئے۔،،

مہاراشٹر کی جنگ کیلئے تیاری۔ سیوا جی مہاراج نے اس جنگ سے بچنے کے لئے ہر چند کوشش کی اور اپنے دلی ارادوں کو جے سنگھ کے ذہن نشین کرنے کے لئے کوئی دقیقہ نہ چھوڑا۔ لیکن راجہ جے سنگھ کے دماغ پر ان باتوں کا کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ اب صورت حالات تقاضی کرتی تھی کہ وہ اس جنگ کیلئے تیار ہوں، چنانچہ مہاراشٹر میں بیگل بج گیا اور زبردست تیاری شروع ہوگئی۔ لوہار تلواروں نیزوں، تیروں اور بندوقوں کی تیاری میں مصروف ہوگئے۔ گھوڑوں کو نعل لگانے کی تیاری ہونے لگی۔ قلعوں میں اناج جمع کیا گیا۔،، مہاراج سیوا جی جانتے تھے کہ یہ ایک بھیانک یدھ ہوگا، نہ صرف اس لئے کہ راجہ جے سنگھ ایک قابل جرنیل تھا اور ہر طرح سے مسلح تھا۔ بلکہ اس لئے کہ چار لاکھ سپاہیوں کی فوج اس کے زیر کمان تھی، پورندھر کے برج سے ڈھول بجنا شروع ہوگیا۔ اس کی آواز ساتھ کی پہاڑی پر پہنچی تو وہاں بھی ڈھول بجنے لگے اس طرح تمام پہاڑیوں پر ڈھول بجنے لگے جس کا مطلب تھا جنگ کے لئے تیار ہونا۔ اب سارا مہاراشٹر اس کے لئے تیار ہوگیا۔ کسان مزدور، بیوپاری، اور کاریگر سب کے سب وہ ڈھول بجتے سنکر سمجھ گئے کہ انکا دیش خطرہ میں ہے، سب کے سب اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے، گھوڑوں پر زین کس کر اپنے بچوں اور استریوں کو الوداع کہکر پورندھر کی طرف گھوڑوں کو دوڑا کر چل دیئے، ایک

واحد شخص کی مقناطیسی طاقت نے ساری قوم کو اکٹھا کر لیا، اسکی ناقابل اختتام طاقت نے جرنیلوں کے دلوں میں ایک نئی روح پھونک دی جنکو ویسے اسکے لئے کوئی ساہس نہیں تھا۔ اب راجگڑھ، سنگھ گڑھ، پرتاب گڑھ، وشال گڑھ لوہا گڑھ اور باقی سب قلعوں کے سامان جنگ اور لڑاکے نوجوانوں کا دریا بہنے لگا۔ یعنی تانتا بندھ گیا، چھٹے دن پورندھر پر حملہ شروع ہوا اور دو لاکھ سپاہیوں نے اس بلند قلعے کو تین طرفوں سے گھیر لیا یعنی اس کا محاصرہ کر لیا، قلعہ کی حفاظتی دیواروں سے ہمیر سنگھ دیکھ رہا تھا کہ کس طرح بھاری توپوں کو لیکر جانور اور سپاہی اوپر کی طرف آرہے تھے۔ ڈھلان بہت کم تھی انہیں سیدھا ہی اوپر چڑھنا پڑ رہا تھا۔ اس نے یہ سوچکر کہ توپوں کو دیواروں کے پاس نہیں آنے دینا چاہیئے۔ اسکی اجازت نہیں دینا چاہیئے۔ اس لئے قلعہ سے بیشمار حملہ آور خفیہ دروازوں سے باہر نکلے اور توپیں لانے والوں کو تہ تیغ کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ دلیر خاں نے یہ صورت حال دیکھکر اسی وقت ان مرہٹوں پر حملہ کر دیا اسمیں اسے کوئی دقت محسوس نہ ہوئی، پھر تاک بڑی بڑی توپیں چھوٹنے لگیں۔ (باقی. باقی) (جگن ناتھ کھنہ عفقی)

حالات زمانہ

(از جگن ناتھ کھنہ عفقی)

دیکھکر حالت زمانے کی بگڑتی جا رہی
آنے والے وقت کی صورت ہے کچھ دکھلا رہی

اب بزرگوں کا ادب اخلاق اور شرم و حیا
مل گئے سب خاک میں ہے وقت ایسا آگیا

راست گوئی جو تھا شیوا بھارتی انسان کا
ہوگیا کافور اب غلبہ ہے یاں شیطان کا

بھارتی خاتون عصمت کی جو اک تصویر تھی
حسن و خوبی اور صداقت سے جو پر تنویر تھی

ڈھانپ کر رکھتی تھی سر کو اسکی عزت تھی یہی
مجسمہ خدمت کی تھی وہ اسکی شہرت تھی یہی

سینما بازی کے شکار اب ہوگئے خورد و کلاں
چست پاجامے پہنتی ہیں کنواری لڑکیاں

ننگے سر ہیں اور دوپٹہ زیب گردن بھی نہیں
بھارتی جو سمجھتیا تھی، انکو اب جچتی نہیں

فکر رہتی رات دن ہے اب کمانے کی انہیں
آمدن ہو جس طرح اپنی بڑھانے کی انہیں

میاں بیوی کی کمائی سے ہے چلتا کام اب
ہے گذرتی اس تردد میں ہی صبح و شام اب

نام ایشور کا وہ ابتو لب پہ آتا ہی نہیں
دھارمک جیون کسی کو ابتو بھاتا ہی نہیں

خرچ پورے کس طرح ہوں ابتو بس یہ فکر ہے
رات دن چرچا یہی ہے اور اس کا ذکر ہے

اوم

اوم

رازِ حقیقت

(از قلم منشی جگن ناتھ کھنہ صفیؔ)

کیا بتاؤں میں حالِ دل اپنا — منشیہ جیون ہے یہ سر بسر سپنا
پھنسے رہتے ہیں اسکے دھندوں میں — عمر بھر جکڑے اسکے پھندوں میں
کیا کیا کام ہم نے منشیہ جنم پا کر — کہاں سے پہنچے ہیں اب کہاں آ کر
کیا تھے کیا ہو گئے نہ جانیں ہم — اپنی ہستی کی شان کو نہ مانیں ہم
کام اور کرودھ کے شکار ہو کر — لوبھ اور موہ میں اپنے آپ کو کھو کر
اپنی بدھی پہ ناز کرتے ہیں — سمجھ بیٹھے ہیں کام سب سنورتے ہیں
جن کو بیٹھے ہیں ہم سمجھ اپنے — جنکے سکھ کے ہیں لے رہے سپنے
وقت رحلت نہ کام آئینگے — گھونٹ لہو کے تمہیں پلائینگے

وقت ہے اب بھی کچھ سنبھل جاؤ
اس حقیقت کو دل میں بٹھلاؤ

سوائے ایشور کے کون تیرا ہے — جسکو تم سمجھتے ہو میرا ہے
تیری بدھی کو جس نے گھیرا ہے — ہردے میں تیرے چھایا اندھیرا ہے
وہ نہ تیرا ہے بھول ہے تیری — کھول کر کان یہ بات سنو میری
ساتھ تیرا نہ تیرا دھن دیگا — دیگا وہ تجھے تو رنج و محن دیگا
راہِ راست پر اگر تم آ جاؤ — کیوں نہ جیون میں اپنے سکھ پاؤ
نام ایشور کا ہی رہو سدا جپتے — ایک وہ ہی تھا تم نہ یاں جب تھے
اپنے محلوں کو چھوڑ جاؤ گے — پھر نہ کبھی پاس انکے آؤ گے
دل نہ ان سے لگاؤ اے پیارے — دینگے تجھے دھوکا ایک دن سارے

رازِ حقیقت ہے بس یہی جانو
صفیؔ کی بات یہ صحیح مانو

بھارت کی طاقت زیادہ آبادی میں نہیں
بلکہ صحت مند اور زیادہ تعلیم یافتہ شہریوں میں مضمر ہے
چھوٹے کنبہ کا مطلب ہے
صحت مند بچے
ہر ایک کے لئے زیادہ خوشحالی
اچھی تعلیم کے بہتر مواقع
72/143

کورو کشیتر بھومکھی وکاس یوجنا

مانو دھرم مشن اور نو جیون سنگھ جیسے سنچالک ادھیکش ویو ستھا پک شری گلزاری لال جی نندہ (سابق ہوم منسٹر ہیں) نے کورو کشیتر بھومکھی وکاس یوجنا تیار کی ہے۔ جس کا کاریہ کرم حسب ذیل ہے۔ "

(۱) بھارتیہ سنسکرتی اور دھرم کے پرتی دھارنا اور وکاس گئو رکھشا کیلئے وشال روپ میں گئو شالہ۔ کورو کشیتر جیسے مہان تیرتھ کی نئی روپ ریکھا۔ (۲) وہاں کے تالاب کی مرمت۔ اسکے ارد گرد سیڑھیاں اور اشنان کیلئے گھاٹ۔ اسمیں پانی کا انتظام۔ (۳) اسکے علاوہ تمام دیگر دھرم استھانوں کا سدھار۔ (۴) دھرم سداچار اور ادھیاتمک ودیا کے پرچار کیلئے دھرم استھانوں پر سنسکرت پاٹھشالاؤں کا کھولنا۔ ودیارتھیوں کے لئے ہر پرکار کی سہولتیں مہیا کرنا۔ (۵) بردھوں کیلئے بان پرستھ آشرموں کا کھولنا۔ (۶) مانو دھرم کے سدھانتوں کو اپنانے اور پروتساہت کرنے کے لئے گاؤں گاؤں میں جاکر لوگوں میں پرچار کرنا۔ تاکہ شدھ آچرن کے نیموں سے لوگوں میں نیتک اور سماجک مریاداؤں کا پالن ہو۔ اور سماجک ویوستھا کی بنیاد بنے۔ اور پشچمی سبھیتا کے کارن ہمارے دیش کا جو پتن ہو رہا ہے۔ اسکو بچایا جا سکے۔ (۷) دکھی اور نردھن لوگوں کو سنکٹ کال میں سہائتا تتھا سیوا کرنا بھی۔ مانو دھرم مشن کا ضروری انگ ہے۔

شری نندہ جی کا وچار ہے کہ جبتک ویاپک روپ سے سنگٹھت ہو کر سب کے سب لوگ خصوصاً دھارمک وِیکتی اس بھومکھی وکاس یوجنا اور مانو دھرم مشن میں شامل ہو کر اپنی شکتی انوسار ہاتھ نہ بٹائیں تب تک ہمارے دیش کا سدھار نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی ہمارے دھرم اور بھارتیہ سنسکرتی کی رکھشا ہی ہو سکتی ہے۔ اسلئے ہر دھارمک شخص کو اس مانو دھرم مشن کا ممبر بننا چاہیئے اور سب مہاتماؤں سنتوں سادھوؤں کو اپنی شکتی کا سیوا ارپن کرنی چاہیئے

بلّی کی آنکھوں جیسی چمک

جوتوں پر لانے کیلئے

بلّی شو پالش

billy

SHOE POLISH

بلّی شو کریم استعمال کیجئے

بلّی بوٹ پالش کمپنی دہلی ۶

Shri Chhatar Pati Siva Ji

Monthly 'OM' Delhi
Vol. 41 November 1972 Regd. ... 209

Title Printed at Nav Laxmi Press, Esplanade Road, Delhi-6. Tele 276668